ماہنامہ

نقیبِ ختمِ نبوّت

ملتان

9 رجب 1426ھ —— ستمبر 2005ء

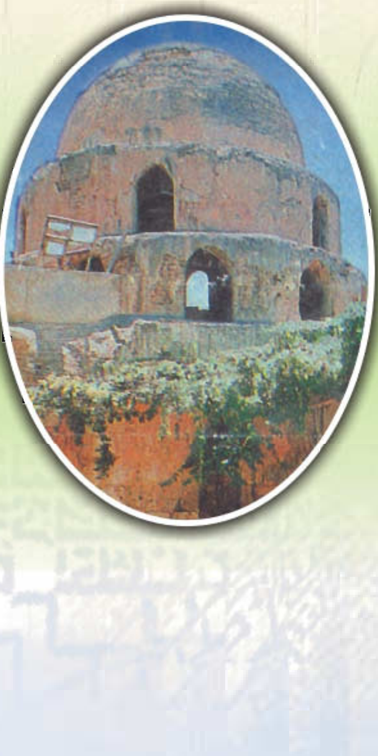

بیاد

خلیفۂ راشد امیر المؤمنین

سیّدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

- لندن دھماکے اور دینی مدارس کا موقف
- چودھری ثناءاللہ بھٹہ مرحوم --- چند یادیں
- دہشت زدہ دانشور سے ایک ملاقات
- سات ستمبر...... مرزائیت پنجرے اندر

سات روزہ ختم نبوت کورس

دار العلوم ختم نبوت
جامع مسجد بلاک 12
چیچہ وطنی

10 تا 17 شعبان 1426ھ مطابق 15 تا 22 ستمبر جمعرات

زیر سرپرستی

قائدِ احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ

عنوانات

- عقیدۂ ختم نبوت، قرآن وحدیث کی روشنی میں
- حیاتِ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام
- انکارِ ختم نبوت پر مبنی فتنوں کی تاریخ
- ردّ مرزائیت کا طریق کار
- قادیانی سازشیں اوران کا ردّ
- آئین سے متصادم قادیانی سرگرمیاں
- احرار اور محاسبۂ قادیانیت

مدرسین/لیکچررز

- پروفیسر خواجہ ابوالکلام صدیقی
- پروفیسر خالد شبیر احمد
- مولانا مشتاق احمد
- مولانا محمد مغیرہ
- سید محمد کفیل بخاری
- مولانا محمد اشرف
- عبداللطیف خالد چیمہ
- حافظ محمد عابد مسعود ڈوگر

نوٹ

کورس میں شرکت کے خواہش مند مدارس دینیہ اور تعلیمی اداروں کے بیرونی طلباء پیشگی رابطہ فرمائیں۔
سو فیصد حاضری اور اچھی پوزیشن حاصل کرنے والے شرکاء کو وظیفہ اور انعامات دیئے جائیں گے۔
بیرونی شرکاء کے قیام وطعام کا انتظام ہوگا تاہم موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں۔

بورے والا، عارف والا، قبولہ، پاک پتن، بصیر پور، اوکاڑہ، ساہیوال، ہڑپہ کمالیہ، ٹوبہ ٹیک سنگھ اور میاں چنوں کے مدارس کے ذمہ داران حضرات اور جماعتی احباب کورس کو نتیجہ خیز بنانے کے لیے خصوصی محنت فرمائیں اور پیشگی رابطہ کر کے سنجیدہ شرکاء کو تیار کریں۔

منجانب تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبۂ تبلیغ) مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی

040 - 5485953
0300-6939453

ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

جلد 16 شمارہ 9 رجب 1426ھ ستمبر 2005ء

Regd.M.NO.32, I.S.S.N.1811-5411

بیاد

سید الاحرار حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی

ابنِ امیرِ شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی

حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ

ابن امیر شریعت حضرت پیر جی

سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ

مدیر مسئول

سید محمد کفیل بخاری

معاون مدیر

شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی

رفقاء فکر

چودھری ثناء اللہ بھٹہ، پروفیسر خالد شبیر احمد

عبداللطیف خالد چیمہ، سید یونس الحسنی

مولانا محمد مغیرہ، محمد عمر فاروق

آرٹ ایڈیٹر

محمد الیاس میراں پوری

i4ilyas1@hotmail.com

سرکولیشن منیجر

محمد یوسف شاد

تشکیل

دل کی بات:	اداریہ	مدیر	02
دین و دانش	درسِ حدیث	مولانا یحییٰ نعمانی	04
//	رحمۃ للعلمین ﷺ کے والدین جنتی ہیں (آخری قسط)	مولانا عبدالخالق گھلو	08
//	سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ (پہلی قسط)	سید عطاء المحسن بخاری	16
شاعری:	سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ (منقبت)	انجم نیازی	24
افکار:	مستقبل کا منظر نامہ	سید محمد معاویہ بخاری	25
//	دہشت زدہ دانش ور سے ایک ملاقات	پروفیسر خالد شبیر احمد	29
//	لندن دھماکے اور دینی مدارس کا موقف	مولانا محمد حنیف جالندھری	33
ردّ قادیانیت:	سات ستمبر، مرزائیت پنجرے اندر	شیخ راحیل احمد	36
//	ایک مظلوم بیٹی کی دردناک داستان	محمد متین خالد	43
نقد و نظر:	التحقیق المزید علی تنقید غیر مفید	مولانا محمد مغیرہ	47
شخصیت:	چودھری ثناء اللہ بھٹہ مرحوم، چند یادیں	ابو عثمان	53
//	امیر شریعت کا جذبہ ایمانی	مولانا محمد یٰسین	55
طنز و مزاح:	زبان میری ہے بات اُن کی	عینک فرنگی	56
اسماء الاطفال:	بچوں اور بچیوں کے نام	ادارہ	57
اخبار الاحرار:	مجلس احرار اسلام کی سرگرمیاں	ادارہ	59
ترحیم:	مسافرانِ آخرت	ادارہ	62

زرِ تعاون سالانہ

اندرون ملک	150 روپے	
بیرون ملک	1000 روپے	
فی شمارہ	15 روپے	

ترسیلِ زر بنام: نقیبِ ختمِ نبوت

اکاؤنٹ نمبر 5278-1

یو بی ایل چوک مہربان ملتان

ای میل ایڈریس

majlisahrar@hotmail.com

majlisahrar@yahoo.com

رابطہ: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

☎061-4511961

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوت شعبہ تبلیغ مجلس احرار اسلام پاکستان

مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل نو پریس

دل کی بات

اناللہ وانا الیہ راجعون

چودھری ثناء اللہ بھٹہ رحمہ اللہ

مجلس احرار اسلام پاکستان کے نائب امیر، رفیقِ امیر شریعت چودھری ثناء اللہ بھٹہ ۲۶/ جولائی ۲۰۰۵ء کو لاہور میں انتقال کر گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

انتقال سے ایک ہفتہ قبل وہ اپنے معمول کے مطابق گھر سے دکان پر جانے کے لیے پیدل نکلے اور سرکلر روڈ لاہوری دروازہ کے قریب ایک موٹر سائیکل کی زد میں آکر گر پڑے۔ بورے والا (ضلع وہاڑی) کے ایک رحم دل مسافر پاس سے گزرے تو یہ دیکھ کر انہیں دکھ ہوا کہ ایک معمر شخص زخموں سے چور سڑک کے کنارے گرا پڑا ہے اور کوئی پرسان حال نہیں۔ انہوں نے اپنی گاڑی کے ذریعے بے ہوشی اور شدید زخمی حالت میں بھٹہ صاحب کو ہسپتال پہنچایا۔ بھٹہ صاحب نے نیم بے ہوشی کی حالت میں اپنا نام اور فون نمبر لکھوایا تو لواحقین کو اطلاع کی گئی۔ وہ ہفتہ بھر زیر علاج رہے مگر جاں بر نہ ہو سکے اور بالآخر ۲۶/ جولائی کی رات انتقال فرما گئے۔

مرحوم چودھری صاحب اس وقت مجلس احرار کے سب سے معمر بزرگ اور جماعت کی پچھتر سالہ تاریخ کے عینی شاہد تھے۔ انہوں نے مجلس احرار کے قیام کے ساتھ ہی ۱۹۳۰ء میں جماعت میں شمولیت اختیار کی اور تادم آخر احرار سے وابستہ رہے۔ انہیں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی، مفکرِ احرار چودھری افضل حق، شیخ حسام الدین، ماسٹر تاج الدین انصاری، نواب زادہ نصر اللہ خان رحمہم اللہ اور دیگر اکابر کی رفاقت میں کام کرنے کی سعادت حاصل رہی۔ انہوں نے تحریک آزادی، تحریک تحفظ ختم نبوت اور مجلس احرار اسلام کی تمام تحریکوں میں بھرپور حصہ لیا۔ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں لیکن اُن کے پائے استقامت میں لغزش نہ آئی۔ وہ آل انڈیا مجلس احرار کے مرکزی دفتر لاہور کے سیکرٹری اور حضرت مولانا سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ کے دور میں مرکزی ناظم نشر و اشاعت رہے۔

انہوں نے آزادی سے قبل مکتبۂ احرار قائم کر کے جماعت کا بے پناہ لٹریچر شائع کیا۔ وہ اعلیٰ درجے کے منتظم اور با اصول آدمی تھے۔ نماز با جماعت اور قرآن کی تلاوت معمول تھا۔ تمام عمر محنت مزدوری کر کے رزق حلال کمایا۔ اُن کی بذلہ سنجی اُن کی ضعیف العمری پر غالب تھی۔ وہ ایک سادہ مگر باوقار انسان تھے۔ برصغیر کی پچھتر سالہ سیاسی تاریخ کے تمام نشیب و فراز اور واقعات انہیں ازبر تھے۔ وہ تحریکِ آزادی کے گمنام سپاہی تھے۔ انہوں نے مولانا ابوالکلام آزادؒ، علامہ اقبال، مولانا حسین احمد مدنیؒ سمیت ہندوستان کی بے شمار ہستیوں کی زیارت کی تھی۔ اُن کا تعلق بٹالہ سے تھا اور قادیان بالکل قریب تھا۔ بٹالہ سے قادیان کئی میل کا سفر سائیکل پر کرتے اور سائیکل سوار نوجوانوں کا جلوس لے کر قادیان میں احرار کے جلسوں

میں شریک ہوتے۔ راستے میں آنے والے گاؤں اور بستیوں میں جلسہ کا اعلان کرتے جاتے۔ بھٹہ صاحب مرحوم ۱۹۳۴ء کی تاریخ ساز احرار کانفرنس قادیان میں شریک ہونے والے خوش نصیبوں میں سے شاید آخری آدمی تھے۔ وہ اوّل و آخر ایک راسخ العقیدہ اور باعمل مسلمان تھے۔

۲۷ر جولائی کو اُن کے جنازہ میں مجلس احرار کے کارکنوں کے علاوہ ہر شعبۂ زندگی کے افراد شامل تھے۔ قائدِ احرار ابن امیر شریعت حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور قبرستان میانی صاحب لاہور میں انہیں سپرد خاک کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ اُن کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔ اُن کے فرزند جناب ذوالفقار صاحب، اُن کے دیگر بھائی بہنوں اور تمام اہل خانہ سے اظہارِ ہمدردی کرتے ہوئے اُن کے لیے دعا گو ہیں۔ حقیقت میں ہم خود تعزیت کے مستحق ہیں۔ **اللھم اغفرلہ‘ ورحمہ**

شاعرِ ختم نبوت سید محمد امین گیلانی رحمہ اللہ

شاعرِ ختم نبوت جناب سید محمد امین گیلانی ۳ر اگست ۲۰۰۵ء کو رحلت فرمائے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت امین گیلانی ‘ہمارے اسلاف کی نشانی تھے۔ انہوں نے اپنی اجتماعی وسیاسی زندگی کا آغاز حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کی جماعت مجلس احرار اسلام کے اسٹیج سے کیا۔ ممبئی کے فلم سٹوڈیو میں فلمی گانے لکھنے والا جوانِ رعنا‘ حضرت امیر شریعتؒ کی محفل میں آیا تو زندگی سنور گئی۔ گانے چھوڑ کر نعت حبیب کریم ﷺ اور قومی نظمیں کہنے لگا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں شکل وصورت اور آواز دونوں کا حسن عطاء فرمایا تھا۔ پھر امیر شریعتؒ کی رفاقت نے انہیں عمل وکردار کے حسن سے بھی نواز دیا۔ وہ مجلس احرار، مجلس تحفظ ختم نبوت، جمعیت علماء اسلام اور دینی مدارس کے جلسوں کی رونق تھے۔ عقیدۂ ختم نبوت، احتسابِ قادیانیت اور مناقبِ صحابہ رضی اللہ عنہم اُن کے اشعار کا خاص موضوع تھے۔ تحریک تحفظ ختم نبوت اور دیگر قومی وسیاسی تحریکوں میں قیدیں کاٹیں۔ وہ اپنی خاص طرز کے شاعر تھے۔ وہ جب اپنی پرسوز لَے میں اشعار سناتے تو مجمع میں ارتعاش پیدا ہوجاتا۔ جیل میں پڑھتے تو زنداں کا سکوت ٹوٹ جاتا۔ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، حضرت امیر شریعتؒ اور حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے چہیتے اور لاڈلے سید محمد امین گیلانی ۳ر اگست کو فیصل آباد میں ایک دینی مدرسہ کے جلسہ میں شرکت کے لیے گئے اور وہیں رختِ سفر باندھ کر عقبیٰ کو چلے گئے۔ اُن کی رحلت ایک عہد اور ایک تاریخ کی رحلت ہے۔

مجلس احرار اسلام کے امیر حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ، پروفیسر خالد شبیر احمد، عبداللطیف خالد چیمہ اور سید محمد کفیل بخاری نے گہرے صدمے کا اظہار کرتے ہوئے اُن کے لیے دعائے مغفرت اور پسماندگان کے لیے صبرِ جمیل کی دعا کی ہے۔ حق تعالیٰ اُن کے درجات بلند فرمائے (آمین) سید سلمان گیلانی اُن کی خوبصورت نشانی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کی اور اُن کے تمام بہن بھائیوں کی عمر میں برکت عطاء فرمائے اور اپنے حفظ وامان میں رکھے۔ (آمین)

درس حدیث

مولانا یحییٰ نعمانی

عبادات میں غلو دین میں پسندیدہ نہیں

(۲)

(۲) ’’حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یقیناً دین (پرعمل کرنا) آسان ہے لیکن جوکوئی بھی اس پر عمل کرنے میں غلو اور مبالغہ سے کام لے گا وہ (ضرور پریشانی کا شکار ہوگا اور تھک کر) ہار جائے گا۔ پس تم دین پر ٹھیک ٹھیک عمل کرنے کی کوشش کرو اور (اللہ کی طرف سے) خوشخبری قبول کرو۔ اور صبح اور شام کے وقت کی عبادات اور کچھ رات (کے نوافل) کے ذریعہ (اس راہ پر استقامت میں) مدد لو‘‘۔ (صحیح بخاری)

رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں سے اگرچہ عبادات اور اعمال صالحہ کا اہتمام چاہتا ہے، اس نے ان کو بقدر وسعت نیکیوں کی کثرت کا حکم بھی دیا ہے اور اعمال صالحہ پر آخرت میں ایسا اجرِ عظیم اور جنت کی ایسی نعمتوں کا بھی وعدہ کیا ہے کہ بلند ہمتی اور حوصلہ مندی کا بھی تقاضہ یہی ہے کہ انسان اپنے طور پر عبادات وطاعات اور اعمال صالحہ کا زیادہ سے زیادہ ذخیرہ کرنے کی کوشش کرے، مگر اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ انسان اپنے آپ کو مشکلات سے دوچار کرلے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص اعتدال ونرمی اور (آنحضرت ﷺ کے معمول وطریقہ کو چھوڑ کر) دین میں شدت پسندی کا راستہ اختیار کرتا ہے اور غلو ومبالغہ سے کام لیتا ہے تو اعمال صالحہ اس قدر کثیر ہیں اور نیکی کے راستے اتنے زیادہ ہیں اور دوسری طرف انسان اتنا کمزور ہے کہ بہرحال وہ تھک کر ہار جائے گا۔ اس حدیث میں آنحضرت نے یہ حقیقت بھی بیان فرمائی ہے کہ دین آسان ہے۔ اس میں شدت نہیں ہے۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ جو تابعین کے عہد کے مشہور امام ومصلح ہوئے ہیں فرماتے ہیں:

تمہارے لیے صحیح طریقہ خدائے وحدہ لاشریک کی قسم۔ یہی ہے کہ نہ غلو وشدت پسندی ہو اور نہ عمل میں کمی ہو۔ اس سنت کے طریقہ پر جمے رہو اللہ تم پر رحمت کرے (سنن الدارمی)

حدیث کے آخر میں حضور ﷺ نے لوگوں کو نصیحت کی کہ عبادات اور خصوصاً نفل نمازوں اور ذکر وتلاوت کے لیے ایسے اوقات کا انتخاب کیا جائے جو نشاط ودلجمعی کے خاص اوقات ہیں۔ اس مصلحت کی بنا پر آپ نے مشورہ دیا کہ صبح اور شام کے اوقات میں ذکر ونماز اور خاص طور پر رات کی نفل نماز (یعنی تہجد) اس سلسلہ میں بہت مفید اور دینی ترقی کا ذریعہ ہیں۔ ان اوقات میں طبیعت میں خاص نشاط ہوتا ہے اور اللہ نے بھی ان وقتوں میں خاص کر برکت وقبولیت اور تاثیر رکھی ہے۔

(۳) حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت مسجد میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ ایک رسی بندھی ہوئی

ہے۔آپ انے پوچھا: یہ کیا ہے؟ لوگوں نے جواب دیا کہ یہ رسی زینب رضی اللہ عنہا کی ہے وہ (لمبی لمبی) نماز پڑھتی ہیں۔ جب تھک جاتی ہیں تو اس سے سہارا لے کر کھڑی ہوتی ہیں۔آپ انے فرمایا: نہیں نہیں، اس کو کھول دو۔آدمی اس وقت تک (نفل) نمازیں پڑھے جب تک نشاط وطاقت رہے، جب طبیعت سست ہونے لگے یا کمزوری ہونے لگے تو بیٹھ جائے۔(صحیح البخاری وصحیح مسلم)

حدیث کا مطلب واضح ہے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب عورتیں مسجد میں آیا کرتی تھیں۔محدثین کا خیال ہے کہ یہ غالباً آں حضرت ﷺ کی زوجۂ مطہرہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا واقعہ ہے۔وہ زیادہ سے زیادہ ثواب کے حصول کے لیے کثرت سے نوافل پڑھتی تھیں۔ یہاں تک کہ اگر تھک جاتیں تو رسی کا سہارا لے کر کھڑے ہو کر نمازیں پڑھتی رہتیں۔آپ ﷺ نے اس طریقہ کو پسند نہیں فرمایا۔اور ارشاد فرمایا کہ جب تک دل لگے اور جسم کو تھکان اور کمزوری لاحق نہ ہو اس وقت تک نفل پڑھنی چاہیے پھر آرام کرنا چاہیے۔مگر یہاں یہ غلط فہمی نہ ہو کہ اگر کسی شخص کی اپنی فطری کمزوری یا شوق میں کمی کی وجہ سے (جیسا کہ ہم جیسوں کا عام حال ہے) تھوڑے بہت نوافل کا بھی اہتمام شاق گذرتا ہے تو اس کے لیے بھی یہی تعلیم ہے کہ اگر اس کی طبیعت سست ہو رہی ہو تو وہ نفل عبادت نہ کرے بلکہ آرام کرے۔ یہ سمجھنا صحیح نہیں ہوگا۔ بلکہ ایسے شخص کے لئے تو تعلیم یہ ہوگی کہ وہ اپنے جسم اور نفس کو عبادات اور نوافل کا عادی بنا کے اور طبیعت پر کچھ جبر کر کے نفل عبادت کرے۔اس طرح اس کی طبعی سستی دور ہوگی۔

(۴) حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے درمیان مواخات کرائی تھی۔(یعنی ابتدائی مدنی زندگی کے دستور کے مطابق حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ جو مہاجر تھے ان کو حضرت ابودرداء انصاری رضی اللہ عنہ کا بھائی قرار دیا تھا) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ایک دن ابودرداء کے گھر گئے تو ان کی بیوی کو بڑے سادے اور بے رونق کپڑوں میں دیکھا (یہ پردے کے حکم آنے سے پہلے کی بات ہے) حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: خیریت تو ہے؟ انہوں نے کہا: آپ کے بھائی ابودرداء رضی اللہ عنہ بڑے دنیا بے زار آدمی ہیں۔(یعنی ان کو بیوی سے کوئی رغبت نہیں) ابودرداء آئے کھانا لگایا، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا آپ بھی کھایئے انہوں نے کہا: میرا تو روزہ ہے۔حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں اگر آپ نہیں کھائیں گے تو میں بھی نہیں کھاؤں گا (اس لیے کہ مہمان کے خیال سے نفل روزہ توڑنا اور اس کے ساتھ کھانا جائز ہے) ابودرداء رضی اللہ عنہ کھانے میں شریک ہوگئے۔رات آئی تو حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نماز کو کھڑے ہونے لگے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں ابھی سویئے وہ سو گئے، تھوڑی دیر بعد پھر اٹھنے لگے تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں ابھی سو جایئے۔پھر جب رات کا آخری حصہ شروع ہوا تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا اب اٹھیے اور نماز پڑھیے۔

دنوں نے تہجد کی نماز پڑھی۔ پھر حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا تمہارے رب کا تم پر حق ہے، تمہاری جان کا بھی تم پر حق ہے، تمہارے گھر والوں کا بھی تم پر حق ہے، لہٰذا ہر حق والے کو اس کا حق ادا کرو۔ اگلے دن حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور پورا واقعہ اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی بات آپ کو بتلائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سلمان نے ٹھیک کہا ہے۔ (صحیح بخاری)

اس حدیث سے اندازہ ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اندر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تذکیری مجالس، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وعظ و پند اور قرآن و حدیث کے علم کے اثر سے کس درجہ آخرت طلبی اور ذوق و شوق پیدا ہو گیا تھا۔ کبھی کبھی اس ذوق و شوق کی وجہ سے بعض حضرات عبادات میں اس درجہ کثرت کرنے کا ارادہ کرتے تھے جو اعتدال کے مطابق نہیں ہوتا تھا۔ جس کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل علم و فہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اصلاح کر دیا کرتے تھے۔

اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ تقرب الی اللہ اور دینی ترقی کا صحیح راستہ اعتدال کا راستہ ہے۔ جس میں جسم و جان اور اہل و مال سب کے حقوق ادا کرتے ہوئے عبادات و نوافل کا مناسب اہتمام کیا جائے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے چند لفظوں میں اس حقیقت کو اس طرح بیان فرمایا کہ: تمہارے رب کا بھی تم پر حق ہے، تمہاری جان کا بھی تم پر حق ہے، اور تمہارے گھر والوں کا بھی تم پر حق ہے۔ (اور ایک روایت میں آتا ہے کہ ''تمہارے آنے والے مہمان دوستوں کا بھی تم پر حق ہے'') لہٰذا ہر حق والے کا حق ادا کرو۔'' حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے پھر اس اعتدال کی راہ پر عمل بھی کر کے اس طرح دکھایا کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کو پوری رات نماز پڑھنے سے روکا مگر آخر شب میں خود بھی تہجد کے لیے کھڑے ہوئے اور حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے بھی کہا اب اٹھیے اور تہجد پڑھیے۔

(۵) حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری ملاقات ایک دن حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو انہوں نے خیریت پوچھی، میں نے عرض کیا حنظلہ تو منافق ہو گیا ہے۔ انہوں نے کہا ارے ارے! کیا کہہ رہے ہو؟ میں نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنت جہنم کا تذکرہ کر کے ہم کو نصیحت کرتے ہوتے ہیں تو ہماری قلبی کیفیت ایسی ہوتی ہے کہ گویا آخرت کے مناظر آنکھوں کے سامنے ہیں۔ (یہ تو نفاق کی حالت ہوئی) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: خود ہم لوگوں کا بھی کچھ یہی حال ہے۔ بہر حال ہم دونوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے میں نے کہا اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! حنظلہ تو منافق ہو گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیوں کیا بات ہوئی؟

میں نے کہا ہم آپ کے پاس ہوتے ہیں آپ ہم سے جنت اور جہنم کا تذکرہ فرماتے ہیں تو ہمارے ایمان کا یہ عالم ہوتا ہے کہ گویا سب کھلی آنکھوں دیکھ رہا ہو۔ پھر جب ہم یہاں سے نکل کر کاروبار اور بال

بچوں میں مشغول ہو جاتے ہیں تو غفلت طاری ہو جاتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا خدا کی قسم میری مجلس میں تمہارا جو حال ہوتا ہے اگر وہی باقی رہے تو تمہارے بستروں پر اور راستوں میں فرشتے تم سے مصافحے کریں۔ مگر حنظلہ یہ کیفیات گھڑی گھڑی کی باتیں ہیں، یہ گھڑی گھڑی کی باتیں ہیں، یہ گھڑی گھڑی کی باتیں ہیں۔ (صحیح مسلم)

اللہ اکبر! صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ حال ہے کہ وہ اپنے بارے میں نفاق سے ڈرتے ہیں۔ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دل کا جب یہ حال دیکھا کہ یقین وتوجہ اور تذکر واخبات کی جو کیفیت ان کو حضور ﷺ کی مجلسوں میں نصیب ہوتی ہے بال بچوں اور کاروبار میں لگ کر وہ نہیں رہتی تو ان کو شبہ ہوا کہ کہیں یہ نفاق تو نہیں۔ مگر جب انہوں نے آں حضرت ﷺ سے اپنی اس بے چینی کا تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ یہ سب گھڑی گھڑی اور وقت وقت کی بات ہے۔ یہ کیفیات مستقل باقی نہیں رہتیں۔ بندۂ مؤمن جس وقت عبادات میں مشغول ہوتا اور مخلوق سے اپنی توجہ منقطع کر کے اللہ کی طرف یکسوئی کے ساتھ متوجہ ہوتا ہے وہ بعد میں باقی نہیں رہتا۔ یہ سب الگ الگ وقتوں کی باتیں ہیں لہٰذا اس کی وجہ سے پریشان نہیں ہونا چاہیے۔

مولانا عبدالخالق گھلو رحمہ اللہ (دوسری قسط)

رَحمَۃٌ لِّلعٰلمین ﷺ کے والدین شریفین جنتی ہیں

امام کا پانچواں رسالہ نَشرُ العَلَمَینِ المُنِیفَینِ فِی اِحیاءِ الَا بَوَینِ الشَّرِیفَینِ ہے اس رسالے میں امام سیوطیؒ نے حضور ﷺ کے والدین شریفین کے اِحیاء کی حدیث کو نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ کی دعا سے آپ کے والدین شریفین کو زندہ کیا گیا اور وہ بالتفصیل آپ ﷺ پر ایمان لائے اور امام موصوفؒ نے اس پر زور دیا کہ علامہ ابن الجوزیؒ نے جو اس حدیث کو موضوع کہا ہے تو یہ غلط کہا ہے یہ حدیث موضوع نہیں بلکہ زیادہ سے زیادہ اس حدیث کو ضعیف کہا جاسکتا ہے لیکن چونکہ اس حدیث سے حضور ﷺ کی یہ فضیلت اور منقبت ثابت ہوتی ہے کہ آپ کی خاطر آپ کی دعا سے اللہ جلّ شانہ نے آپ ﷺ کے والدین شریفین کو زندہ کر کے ایمان تفصیلی سے مشرف فرمایا اور فضائل ومناقب میں حدیث ضعیف بھی معتبر اور مقبول ہوتی ہے۔

امام موصوفؒ فرماتے ہیں کہ حافظ محبّ الدین طبریؒ نے اپنی تاریخ میں اور حافظ ابوبکر خطیب بغدادیؒ نے کِتَاب السَّابِق وَالَّلا حِق میں اور حافظ ابن عساکرؒ نے غرائب مالک میں اور حافظ فتح الدین ابن سید الناسؒ نے سیرۃ میں اور امام ابوالقاسم سہیلیؒ نے الروض الانف میں اور علامہ ناصر الدینؒ نے شرف المصطفے میں اور امام قرطبیؒ نے تذکرہ میں اور حافظ شمس الدین بن ناصر الدین دمشقیؒ نے اپنی کتاب مورد الصادی فی مولد الهادی میں اور حافظ ابن شاہینؒ نے اپنی کتاب الناسخ والمنسوخ میں اس حدیثِ احیاء الوالدین الشرفین کو نقل کیا ہے اور کسی نے ان حفاظ الحدیث میں سے اس حدیث کو موضوع نہیں کہا بلکہ سب نے اس حدیث کو اس فضیلت کے اِثبات میں تسلیم کیا ہے اور حافظ ابن شاہین نے اس حدیث کو حدیث عَدَمُ الاِذنِ لِلاِستِغفَار کا ناسخ قرار دیا ہے

آگے امام سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ علامہ ابن الجوزیؒ نے جو بہت سی صحیح یا حسن حدیثوں پر ضعیف ہونے کا یا حسن و ضعیف حدیثوں پر موضوع ہونے کا حکم لگایا ہے تو یہ غلط طریقہ اختیار کیا ہے اس پر حفاظ الحدیث مثلاً ابن الصلاحؒ، امام نوویؒ حافظ زین الدین عراقیؒ، قاضی القضاۃ بدرالدین ابن جماعۃؒ، شیخ الاسلام سراج الدین بلقینیؒ اور حافظ صلاح الدین علائیؒ، امام زرکشیؒ، محبّ طبریؒ، حافظ مزیؒ وحافظ ابن حجر عسقلانیؒ وغیرہم نے اس کا تعاقب کیا ہے اور بہت سی حدیثوں پر ضعف یا وضع کا حکم لگانے میں اس کی تغلیط اور تردید کی ہے۔

چھٹا رسالہ امام سیوطیؒ کا اس بارے میں اَلسُّبُل الجَلِیَّۃ فِی الآبَاءِ العُلِیَّۃ ہے اس رسالہ میں امام موصوف نے حضور ﷺ کے والدین شریفین کے ناجی ہونے میں علماء کے چار سبیل یعنی چار طریق نقل کیے ہیں پہلا طریق یہ کہ والدین شریفین کو اسلام کی دعوت نہیں پہنچی اور قبل از دعوت وہ دنیا سے انتقال فرما گئے ہیں اور قبل از دعوت کسی کو عذاب نہیں

ہوا کرتا۔ کیونکہ قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیۡنَ حَتّٰی نَبۡعَثَ رَسُوۡلاً (بنی اسرائیل ، ۱۵) یعنی ہم رسول کے بھیجنے اوراس کے واسطے سے دعوت کرنے سے پہلے کسی کو عذاب نہیں کیا کرتے اوراس قسم کی آیات بھی ہیں تو لہٰذا جبکہ والدین شریفین نے حضور ﷺ کا زمانہ نہیں پایا اور آپ کی طرف سے ان کو اسلام کی دعوت نہیں پہنچی لہذا وہ دعوت نہ پہنچنے کے سبب سے ناجی ہیں۔

لقولہ تعالیٰ: وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیۡنَ حَتّٰی نَبۡعَثَ رَسُوۡلاً (بنی اسرائیل ، ۱۵)

امام سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ والدین شریفین کے بارے میں علماء کی ایک جماعت جن کو سبط ابن الجوزی نے مرآۃ الزمان میں ذکر کیا ہے اسی مسلک پر ہیں منجملہ ان کے شیخ الاسلام شرف الدین مناویؒ ہیں۔

دوسرا طریق یہ ہے کہ والدین شریفین اہل فترہ میں سے ہیں اور اہل فترۃ کے بارے میں احادیث صحیحہ میں آچکا ہے کہ وہ قبل از قیامت تو عذاب سے ناجی رہیں گے اور قیامت کے دن ان کا امتحان ہوگا اور امتحان میں پاس ہونے والے جنت میں جائیں گے تو چونکہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے:

سَأَلۡتُ رَبِّی اَنۡ لَّا یُدۡ خِلَ اَحَداً مِّنۡ اَھۡلِ بَیۡتِی النَّارَ فَاَعۡطَانِیۡ ذٰلِکَ.

ترجمہ: میں نے اپنے رب سے سوال کیا ہے کہ میرے اہل بیت میں سے کسی کو دوزخ میں داخل نہ کرے

(ذخائر العقبیٰ للمحب الطبری)

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما آیت شریفہ وَلَسَوۡفَ یُعۡطِیۡکَ رَبُّکَ فَتَرۡضٰی (الضحیٰ،۵) کے ماتحت فرماتے ہیں وَمِنۡ رِضٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ سَلَّمَ اَنۡ لَّا یُدۡ خِلَ اَحَداً مِّنۡ اَھۡلِ بَیۡتِی النَّارَ (تفسیر ابن جریر) تو چونکہ وَلَسَوۡفَ یُعۡطِیۡکَ رَبُّکَ فَتَرۡضٰی سے حضور ﷺ کو اخروی انعام کا وعدہ فرمایا جاچکا ہے اوراس وعدہ کا مقتضی بقول حبر الامت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ ہے کہ کوئی شخص حضور ﷺ کے اہل بیت میں سے دوزخ میں نہ جائے گا اور اہل بیت کے عموم میں والدین شریفین بھی داخل ہیں۔ لہٰذا قیامت کے دن والدین شریفین امتحان میں پاس ہو کر جنت میں جائیں گے اور قبل از قیامت بھی وہ ناجی ہیں کیونکہ ان کو دعوت نہیں پہنچی۔

امام سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ حافظ ابن حجرؒ نے والدین شریفین کے حق میں علماء کی ایک جماعت کا یہی مسلک بیان کیا ہے۔

تیسرا طریق یہ ہے کہ حضور ﷺ کی دعا سے حضور ﷺ کی خاطر والدین شریفین کو زندہ کیا گیا اور وہ بالتفصیل ایمان لے آئے۔

امام موصوف فرماتے ہیں کہ والدین شریفین کے حق میں آئمہ دین اور حفاظ الحدیث کی جماعت کثیرہ اسی مسلک پر ہے۔

چوتھا طریق یہ ہے کہ حضور ﷺ کے والدین شریفین دین ابراہیمی پر تھے اور یہ مسلک ہے امام فخر الدین رازیؒ کا۔

ایک اشکال کا جواب

صحیح مسلم بَابُ مَنۡ مَاتَ عَلَی الۡکُفۡرِ فَھُوَ فِی النَّارِ وَلَا تَنَالُہٗ شَفَاعَۃٌ وَّلَا تَنۡفَعُہٗ قَرَابَۃٌ

(۱۱۴، ج ۱) میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت آئی ہے اِنَّ رَجُلاً قَالَ یَا رَسُوْ لَ اللّٰہِ اَیْنَ اَبِیْ قَالَ فِی النَّارِ قَالَ فَلَمَّا قَفٰی دَعَاہُ فَقَالَ اِنّ اَبِیْ وَاَبَا کَ فِی النَّارِ ترجمہ: ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا باپ کہاں ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ نار میں ہے۔ پھر جب وہ شخص لوٹ کر جانے لگا تو حضور ﷺ نے اس کو بُلا کر فرمایا کہ میرا باپ اور تیرا باپ نار میں ہیں، تو اس حدیث کو تعارض ہے ان حدیثوں سے جن سے ابوین شریفین کا ناجی ہونا ثابت ہے۔

مثلاً حدیثِ احیاء اور یہ حدیث کہ:

هَبَطَ جِبْرَئِیْلَ عَلَیَّ فَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ یُقْرِ ئُکَ السَّلَامَ وَ یَقُوْلُ حَرَّمْتُ النَّارَ عَلٰی صُلْبٍ اَنْزَلَکَ وَ بَطْنٍ حَمَلَکَ اَلْحَدِیْثَ نَقَلَہُ الاِمَامُ السُّیُوْ طِی فِی التَّعْظِیْمِ وَ الْمَنَّۃِ وَجَعَلَہ' دَلِیْلاً رَابعاً لِمَوْ ضُوْعِ رِسَالَۃِ ھٰذِہِ ا لْمُسَمَّاۃِ بِالتَّعْظِیْمِ وَ الْمَنَّۃِ فِیْ اَنَّ اَبَوَیْ رَسُوْلِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلّمَ فِی الْجَنَّۃِ

(ترجمہ) مجھ پر جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور فرمایا کہ اللہ عزوجل آپ پر سلام بھیجتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میں نے آگ کو حرام کیا اس پیٹھ پر جس نے آپ کو اتارا اور اس پیٹ پر جس نے آپ کو اٹھایا۔ آگے یہ تفسیر بھی موجود ہے اَمَّا الصُّلْبُ فَعَبْدُاللّٰہِ وَ اَمَاالْبَطْنُ فَا مِنَۃٌ یعنی پیٹھ سے مراد آپ ﷺ کے والد ماجد حضرت عبداللہ اور پیٹ سے مراد آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنھما ہیں اس حدیث کے راوی حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ تو حدیث اِ نَّ اَبِیْ وَ اَبَا کَ فِی النَّارِ سے امام جلال الدین سیوطیؒ نے یہ جواب دیا ہے کہ یہ حدیث مَعْلُوْل ہے اس میں دو علتیں ہیں ایک اسناد میں دوسری متن میں۔ اسناد کی عِلّتْ تو یہ ہے کہ اس حدیث کو امام مسلمؒ اور ابوداؤد حماد بن سلمہ عن ثابت عن انس کے طریق سے لائے ہیں اور اس حدیث میں امام مسلمؒ، امام بخاریؒ سے منفرد ہیں یعنی اس حدیث کو فقط امام مسلمؒ لائے ہیں امام بخاریؒ نہیں لائے۔ اور امام مسلمؒ جن حدیثوں میں امام بخاریؒ سے منفرد ہیں ان میں سے بہت سی حدیثیں وہ ہیں کہ ان پر کلام کی گئی ہے اور بلا شک یہ حدیث بھی ان حدیثوں میں سے ہے جن پر کلام کی گئی ہے کیونکہ ایک تو اس کا راوی ثابتؒ اگرچہ ثقہ ہے لیکن ابن عدیؒ نے اپنی کتاب کامل میں اس کو ضعفاء درج کیا ہے دوسرا اس حدیث کا راوی حماد بن سلمہ اگرچہ امام عابد عالم ہے لیکن ایک جماعت نے اس کی روایات پر کلام کیا ہے اور امام بخاریؒ اپنی صحیح میں اس سے کوئی حدیث نہیں لائے اور حاکم نے مدخل میں کہا ہے کہ امام مسلمؒ بھی اس سے اصول میں کوئی حدیث نہیں لائے۔ سوائے ایک حدیث کے ثابت سے بلکہ فقط شواہد میں اس سے حدیثیں لائے ہیں اور امام ذہبیؒ نے کہا ہے کہ حماد ثقہ ہے لیکن صاحب اَوْہَام ہے اور اس کی حدیثوں میں منکرات بہت ہیں اور یہ احادیث کو یاد نہ رکھتا تھا کتاب پر اس کا اعتماد تھا لیکن اسکی لکھی ہوئی حدیثوں میں اس کا ربیب ابن ابی العرجاء بہت سی من گھڑت عبارتیں ٹھونس دیتا تھا اس کی منکرات حدیثوں میں سے ایک یہ حدیث بھی ہے جس کو وہ ثابتؒ عن انس رضی اللہ عنہ کے اسناد سے لایا ہے کہ حضور ﷺ نے فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّہ' لِلْجَبَلِ (الاعراف، ۱۴۳) پڑھ کر اپنی خِنْصَرُ کے کنارہ کو ابہام پر لگایا تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہوگیا۔ اس حدیث کو ابن جوزیؒ نے بھی موضوعات میں شمار کیا ہے اور کہا کہ یہ اس کے ربیب کی ٹھونسی

ہوئی ہے اور ابن جوزی نے کہا ہے کہ حمادؒ کی راویتوں میں منکرات بہت ہیں اور امام سیوطیؒ نے فرمایا ہے کہ اس حدیث کا اسناد جس کو ابن جوزیؒ نے موضوعات میں شمار کیا ہے اور حدیث اِنّ اَبِیْ وَاَبَاکَ فِی النَّارِ کا اسناد ایک ہے تو جبکہ ابن جوزیؒ اس اسناد کے ایک متن کو موضوع قرار دیتا ہے تو اسی اسناد کے دوسرے متن کو وہ اپنے لئے حجت کیسے بنا سکتا ہے بلکہ اس دوسرے متن کو ہم بھی معلول قرار دیتے ہیں۔ اور امام سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ حماد بن سلمہؒ کی منکرات حدیثوں میں دوسری منکر حدیث وہ ہے جس کا متن ہے۔

رَأَیْتُ رَبِّی جَعْداً اَمْرَدَ عَلَیْهِ خُضْرٌ

ترجمہ: میں نے اپنے رب کو گھنگھریالے بالوں والے بے ریش سبز لباس والے کی شکل میں دیکھا۔

حالانکہ رب تعالیٰ کی شان ہے لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ (الشوریٰ، 11) اور اس کو بھی ابن جوزیؒ نے موضوعات میں سے شمار کیا ہے اور ابن جوزیؒ نے مسلمؒ کی بہت سی حدیثوں پر منکر کا حکم لگایا ہے تو جبکہ ابن جوزیؒ خود مسلمؒ کی بہت سی حدیثوں کو منکر قرار دیتا ہے اور حمادؒ کی کئی روایتوں پر موضوع کا حکم لگا چکا ہے تو حمادؒ کی حدیث ’’ اِنّ اَبِیْ وَاَبَاکَ فِی النَّارِ ‘‘ جس کو امام مسلمؒ شواہد میں لائے ہیں وہ اپنے لئے حجت کیسے بنا سکتا ہے۔

امام سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ دوسری علت حدیث اِنّ اَبِیْ وَاَبَاکَ فِی النَّارِ کے متن میں ہے وہ یہ کہ ان الفاظ کو راوی نے راویت بالمعنی کے طور پر روایت کیا ہے یعنی حضور ﷺ کے اصل الفاظ یہ نہ تھے اصل الفاظ اور تھے جن کو حضور ﷺ نے توریہ کے طور پر ذکر فرمایا لیکن راوی نے ان کا مطلب یہی سمجھ کر ان ابی واباک فی النار کہہ دیا کیونکہ حضور ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب کوئی اعرابی آپ سے کوئی ایسی غیر ضروری بات دریافت کرتا تھا جس کے صریح جواب سے حضور ﷺ کو خطرہ گزرتا تھا اس اعرابی نو مسلم قلیل الفہم کو شک گزرے گا یا اس کے دل کو اضطراب لاحق ہوگا تو آپ اس کو توریہ کے طور پر جواب فرما دیتے تھے جیسا کہ ایک اعرابی نے آپ سے سوال کیا تھا کہ قیامت کب قائم ہوگی تو حضور ﷺ کو چونکہ یہ خطرہ محسوس ہوا کہ اگر میں صریح طور پر یہ کہہ دوں کہ میں نہیں جانتا تو اس اعرابی قلیل الفہم کو میری نبوت میں شک گزرے گا۔ لہذا آپ نے اس مجلس کے سب سے نوسن آدمی کی طرف اشارہ فرما کر فرمایا کہ اگر یہ نوسن آدمی انسانوں کی پوری عمر پا کر مر گیا تو اس کے مرنے سے پہلے قیامت قائم ہو جائے گی۔ یعنی اس نوسن کے پوری عمر پا کر مرنے سے پہلے باقی تمام سن رسیدہ آدمی مر جائیں گے اور ہر شخص کی موت اس کے لیے قیامت صغریٰ ہے۔ جیسا کہ دوسری حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے ’’مَنْ مَاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِیَامَتُه‘‘ یعنی ہر شخص کی موت اس کی قیامت صغریٰ ہے تو لہذا یہاں بھی سائل نے تو سوال کیا تھا قیامت کبریٰ کے بارے میں تو اس کے متعلق صریح جواب لَا اَعْلَمُهَا سے چونکہ اس کے شک میں پڑنے اور ایمان میں خلل آنے کا خطرہ تھا لہذا آپ نے توریۃً قیامت صغریٰ کے متعلق جواب فرمایا......

(جاری ہے)

(پہلی قسط)

سیّد عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

خطاب: نشتر میڈیکل کالج، ملتان
(۲۱ رفروری ۱۹۹۰ء)

امیر المؤمنین، خلیفہ راشد
سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

الحمد لله الذی لم یتخذ ولداً ولم یکن له شریک فی الملک ولم یکن له ولی من الذل وکبره تکبیراً، سبحانه وتعالیٰ عما یقولون علوا کبیراً واشهد ان لااله الا الله وحده لا شریک له واشهد ان سیدنا ومولانا محمد ا عبده ورسوله لانبی بعده ولا رسول بعده ولا معصوم بعده ولا امام بعده ولا امة بعد امتة صلی الله تبارک وتعالیٰ علیه وعلی اله وازواجه واصحابه وبارک وسلم تسلیماً کثیراً کثیراً...... اعوذ بالله من الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم

عسی الله ان یجعل بینکم وبین الذین عادیتم منهم موده والله قدیر والله غفور الرحیم o صدق الله العظیم

ترجمہ: ''امید ہے کہ کردے اللہ تم میں اور جو دشمن ہیں تمہارے ان میں دوستی اور اللہ سب کچھ کرسکتا ہے اور بخشنے والا مہربان ہے''۔ (الممتحنہ: ۷)

اساتذہ گرامی اور جوانان رعنا گلگوں قبا...... شاید آج کا موضوع گفتگو آپ کے لیے بالکل نیا، متنوع، منفرد اور کچھ پریشان کن بھی ہوگا لیکن ہم فقیروں کے لیے یہ موضوع نہ صرف یہ کہ آشنا ہے بلکہ من بھاتا بھی۔

لفظ ''معاویہ'' عجمی سازش اور عجمی تدبیر کے ذریعے معتوب کیا گیا...... بعض لوگوں نے کہا کہ معاویہ کا معنی بھونکنے والا ہے۔ ''قاموس'' لغت کی ایک کتاب ہے اس میں معنی لکھے ہوئے ہیں ''الخطیب الاشدق'' زور آور، مضبوط بیان کرنے والا خطیب۔

اگر نام معاویہ پر محبت کی نظر ڈالیں اور مؤدت سے فکر کریں تو نام معاویہ سے رنگ ونور کے فوارے پھوٹتے دکھائی دیتے ہیں۔ اور ان کے نام نامی کے چھے حروف ان کے چھٹے خلیفۂ راشد ہونے کی بشارت دیتے ہیں۔

م: مہدی......

ع: علم کتاب وعلم حساب کے ماہر...... **علمه الهدیٰ والتقویٰ والعفاف**

ا: **امین الرسول علی وحی الله ......احلم امتی واجودها ......**

و: وارث ولایت علی رضی اللہ عنہ وحسن رضی اللہ عنہ......

ی: یسر وعسر میں معیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف......

ہ: ہدایت کا نیّر تاباں، کوکب درّی......

آج ذکر ہے اس ذات کا جس کے نام کا پہلا حرف غمازی کرتا ہے اس کی ''مہدویت'' کی......

جن کے نام کا دوسرا حرف اس کی ''عبقریت'' پر شاہد عدل ہے......

جن کے نام کا تیسرا حرف اس کے فریس ومؤمن، صاحب بصیرت اور اس کے علم وتدبر کے عُمق پر اسے ''اُوریا'' ثابت کرتا ہے۔

اور جس کے نام کا چوتھا حرف اس کے ''وارث قصاصِ عثمان رضی اللہ عنہ'' ہونے کی تصدیق ہے۔

وہ اپنے نام کے پانچویں حرف ''ی'' سے یعقوب ویعسوب دکھائی دیتے ہیں۔ اور اسم معاویہ کا چھٹا اور آخری حرف ''ہ'' جو کسی کے کلیجے میں تیر بے گماں کی طرح پیوست ہوگا ان کی ''ہدایت'' کی دلالت کرتا ہے۔

وکان من اول الناس مهديا وكان فی آخر الناس هادياً

اور میرے آقا ومولا محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ، صاحب العلم والعفاف والتقیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللهم اجعل معاوية هادياً مهدياً واهدبه الناس.

اور آج ذکر ہے اس شخص عظیم وکریم کا جس نے اپنے وجود اور اپنی رعایا کے وجود کے مابین ایسا خط الفت ومحبت ومؤدت قائم کر رکھا تھا کہ اگر عوام اس خط کو اپنی طرف کھینچتے تو معاویہ رضی اللہ عنہ جھکے چلے جاتے اور وہ ڈھیلے پڑ جاتے، معاویہ رضی اللہ عنہ کھینچ کے ان کو اپنے دل میں سمو لیتے کہ وہ صاحب مؤدت تھے۔ **کان صاحب الودود**

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ، حلیم وجواد وسخی وکریم، جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب ورؤف ورحیم کے پرتو اور آئینہ مصطفوی کے چہرے ہیں، یعنی محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رأفت ورحمت کسی نے دیکھنی ہو تو معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما کے ہیولے میں دیکھے۔

کس کس جگہ سے ان کو نکالو گے ظالمو!

اندر معاویہ ہیں تو باہر معاویہ

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بڑے صاحبزادے ہیں۔ آپ کے علم اور تقویٰ کے وارث ہیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنی نیابت کے لیے ان کو خلافت کے منصب پر نامزد کیا۔ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ جانبین ہی نہیں بلکہ شش جہات کے معتبر بزرگ ہیں۔ چھ سمتوں میں سے ایک سمت بھی ایسی نہیں کہ جس نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ پر حرف گیری کی ہو۔ سب کی متفقہ شخصیت ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے ہیں، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ہیں' نامزد خلیفۂ راشد ہیں، سرور کائنات حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کو سات سال کی عمر میں منبر کی دائیں جانب کھڑا کرتے ہیں: **یقبل الناس ان ابنی هذا سید**

چہرۂ انور لوگوں کی طرف کر کے فرماتے ہیں یاد رکھو! میرا یہ بیٹا سردار ہوگا۔ سیادت کی اہلیت سیادت کی کیفیت بچپن میں دیکھی اور اہلیت کا سرٹیفکیٹ دیدیا۔ سب سے بڑی بشارت کیا دی؟

ولعل الله ان یصلح به بین فئتین عظیمتین من المسلمین

میرا یہ بیٹا مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں کے درمیان صلح کرائے گا۔ وہ دو عظیم گروہ کون سے ہیں؟ شیعان علی اور شیعان معاویہ، تاریخ کی کوئی کتاب اٹھا کر دیکھ لو، اپنوں بیگانوں، دوستوں دشمنوں، عربوں اور عجمیوں کی **بین فئیتن عظیمتین**

دو عظیم گروہوں کے درمیان! کون سے دو عظیم گروہ، حق و باطل نہیں کہا کفر و اسلام نہیں کہا۔ من المسلمین، مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں کے درمیان۔ یہ کس نے کہا؟ سرور کائنات، معلم انسانیت، احکم الناس، اعدل الناس، اقضیٰ الناس، سب سے بڑے فیصلہ کرنے والے، لوگوں میں سب سے زیادہ عدل کرنے والے، پوری دنیا کے عظیم جج (ﷺ) نے بھرے مجمع میں فیصلہ دیا، سنایا کہ میرا یہ بیٹا دو مسلمان گروہوں کے درمیان صلح کرائیگا شیعان علی اور شیعان معاویہ دونوں مسلمانوں کے گروہ ہیں، دونوں گروہوں کے قائد مسلمان ہیں۔ محض مسلمان نہیں بلکہ مسلمانوں کے عظیم الشان سردار ہیں۔ ان دونوں سرداروں کی باہمی چپقلش، نزاع اختلاف، مجادلہ، مقاتلہ جو بھی کہہ لیجئے ان سب کو نمٹانے والا اور ایک مرکز پر لانے والا کون ہے؟......ابن علی رضی اللہ عنہ سبط رسول ﷺ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ جس نے اپنے چالیس ہزار مسلح لشکر کے باوجود اپنی تمام سیاست وشجاعت، ہمت وجرأت اور اپنی بہادری کے باوجود کہا، جاؤ معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہہ دو سفید کاغذ پر دستخط کرا لو جو چاہے لکھ کر بھیج دو مجھے منظور ہے۔ اور توجہ فرمائیے ابا کی نامزد کردہ خلافت سے دستبرداری کر کے معاویہ رضی اللہ عنہ کو Power Hand Over اقتدار منتقل کر دیا۔

سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ جو صحابہ رضی اللہ عنہم میں سب سے بڑے جج ہیں صرف صحابہ رضی اللہ عنہم میں ہی نہیں بلکہ نبی ﷺ کے بعد تمام انسانوں میں ''اقضی الناس'' کا خطاب سرور کائنات ﷺ نے دیا۔ انہوں نے اپنے بیٹے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو بغیر الیکشن اور بغیر کسی مشورہ کے خود فرمایا میرے قاتل کا بدلہ بھی لینا اور میرے بعد تم جانشین ہو۔ انہوں نے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی وہ امانت، وہ بار خلافت، وہ سیادت و قیادت کا جھومر جوان کے ماتھے پر سجا ہوا تھا وہ سب لے کر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی جھولی میں ڈال دیا۔ اب جو سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے فیصلہ کو نہیں مانتا وہ اپنے بارے میں خود فیصلہ کرے، ہم کچھ نہیں کہنا چاہتے اور جناب علی رضی اللہ عنہ، مولا علی ''**من کنت مولاہ فعلی مولاہ**''

سرور کائنات ﷺ جس کے آقا و مولا ہیں' علی رضی اللہ عنہ بھی اس کے آقا و مولا ہیں۔ علی ہمارے آقا ہیں، علی رضی اللہ عنہ ہمارے مولیٰ ہیں، ان کے جوتوں کی نسبت سے ہماری ولایت علم وعمل، ولایت شعور ووجدان، ولایت فہم وادراک تا ابد قائم ہے لیکن **افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض**

تمہارے من میں آئے تو مان لو اور من میں نہ آئے تو تھوک دو۔ یہ بھی کیا بات ہوئی کہ علی کے ایک فیصلہ کو قبول کیا جائے اور دوسرے فیصلہ کو رڈ کر دیا جائے کون ہے کائنات میں' جو علی رضی اللہ عنہ کے فیصلہ کو رد کرے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے

بیٹے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

لاتکرھوا امار معاویہ معاویہ کی حکومت کو ناپسند نہ کرنا

فانکم فارقتموہ اگر تم اس کو کھو بیٹھے تو

لرأیتم الرؤس تندراء عن کواھلھا کاالحنظل (ابن ابی الحدید۔جلد ۳،صفحہ ۳۶)

تم دیکھو گے کہ لوگوں کے سرشانوں سے یوں کٹ کٹ کر گریں گے جیسے شاخ سے ''تما'' ہوا کے جھونکے سے گر جاتا ہے۔

نبی ﷺ کی بشارت، علی رضی اللہ عنہ کی نصیحت اور علی رضی اللہ عنہ کے نامزد خلیفہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کا عمل امت کی متفقہ متاع ہیں۔اب سیدنا حسن مجتبیٰ ابن مرتضیٰ صلوات اللہ علیہم نے خلافت دی۔سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو، آپ کو نصیحت کی سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے میں دہرا رہا ہوں، مجھے تکرار کی بری عادت ہے اور آپ کو بھول جانے کی بری عادت ہے' اس لیے تکرار بہت ضروری ہے۔اور سیادت وصلح کی پیشین گوئی سرورکائنات ﷺ نے کی' سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے متعلق جو صرف حسن نہیں ہیں بلکہ نامزد خلیفۂ راشد ہیں اور یاران سرپل کے نزدیک امام منصوص وماموربیں۔**قولہ قول اللّٰہ' لسانہ لسان اللّٰہ وجھہ وجہ اللّٰہ**

اس عقیدے پر اعتماد کرنے والے لوگوں سے محبت کے ساتھ کہتا ہوں کہ امام اوّل اور امام ثانی اور جس ذات کے قدموں کی دھول نے امامت بانٹی، سرورکائنات، سیدالرسل، مولائے کل، سیدالاوّلین والآخرین ﷺ کی پیشین گوئی پر عمل کے بعد، نبی ﷺ کے فیصلے کے بعد، معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا کہنے کی کیوں ضرورت پیش آئی؟ اگر ہمت ہے تو حسن رضی اللہ عنہ کے فیصلے کو (Reject) مسترد کرو، علی رضی اللہ عنہ کی وصیت کو (Condemn) ردّ کرو اور رسول اللہ ﷺ کی بشارت کو ملیامیٹ کرو۔ پتا تو چلے کہ تم نے کوئی کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ہم جیسے فقیروں، بے مایہ لوگوں کو تہ تیغ کرکے تسلی کرنے سے کیا فائدہ ملے گا۔سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے تمام تر اختیارات کے باوجود خلافت کو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا۔آج کے فاسق وفاجر اور جاہل محقق کا بڑا اعتراض یہی ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت ملوکیت تھی۔پھر پیچ وتاب کھاتے ہوئے کہتے ہیں ملوکیت اسلام میں نہیں ہے۔یاحسرتی! ہم نے دنیا کے نظام ہائے ریاست پڑھے مگر اللہ کا نظام نہ پڑھا۔پڑھنے کی کوشش بھی نہیں۔چھٹا پارہ سورہ مائدہ، کسی بھی عالم کی تفسیر اٹھالو۔

واذ قال موسیٰ لقومہ یقوم اذکروا نعمۃ اللّٰہ علیکم اذ جعل فیکم انبیاء وجعلکم ملوکا وآتاکم مالم یؤ ت احداً من العالمین o (المائدہ:۲۰)

(ترجمہ) اور جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم کو اے میری قوم یاد کرو اللہ کا احسان اپنے اوپر جب پیدا کئے تم میں نبی اور بنادیا تم کو بادشاہ اور دیا تم کو جو نہیں دیا تھا کسی کو جہان میں۔

اللہ تو ملوکیت کو نعمت کہتے ہیں، تم لعنت کہتے ہو...... کیا کہنے آپ کے۔ اللہ پاک نعمت بھی ایسی فرماتے ہیں کہ میں نے جو تمہیں نعمت دی جہانوں میں کسی کو نہیں دی۔ اب معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت لعنت ہے تو بھائی تم کہہ سکتے ہو اپنے پاس تو اتنے مضبوط اعصاب نہیں اور ہم تو دیکھتے ہیں کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے پس منظر میں حسن رضی اللہ عنہ موجود ہیں ان کے پس منظر میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کے پس منظر میں سید الرسل مولائے کائنات ﷺ ہیں۔ آخر معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام سے اتنی چڑ کیوں؟ انہوں نے کسی سے کچھ چھینا ہے؟ انہوں نے تو کونین کے والی ﷺ کی نصیحت کو قبول کیا ہے اور خلافت قائم کر کے سادات بنی ہاشم سے لے کر ایک عام غریب آدمی تک سب کی خدمت کی ہے۔

میرا سوال ہے کہ: تاریخ معتبر ہے یا قرآن و حدیث؟ یہ تو تنقید کی بات ہے نا! قرآن حکیم، حدیث مبارک اور ہسٹری ان تینوں کو ہم اگر ایک لائن میں کھڑا کر دیں تو یوں سمجھیے کہ قرآن حکیم آفتاب، حدیث مبارک ماہتاب، اور ہسٹری وہ ایک دم دار ستارہ۔ اگر میں بقائم ہوش و حواس تاریخ پر اعتبار کروں تو نہ قرآن صحیح ہے اور نہ حدیث، نہ خدا صحیح ہے اور نہ رسول ﷺ۔ اور رسول ﷺ کی تئیس برس کی محنت ایک لاکھ چالیس ہزار صحابہ رضی اللہ عنہم جو حیوانیت سے نکال کر انسانیت کا معیار قرار دیئے گئے وہ سارے کے سارے ختم ہو جائیں گے معاذ اللہ۔ تاریخ قبول کرنے کے لیے مجھے قرآن و حدیث کی طرف رجوع کرنا پڑے گا۔ تاریخ کی جو باتیں قرآن و حدیث کے مطابق ہوں گی میں انہیں بڑی محبت سے قبول کروں گا اور جو روایتیں، حکایتیں، رذالتیں، قباحتیں قرآن و حدیث سے ٹکرائیں گی میں انہیں رد کروں گا کیونکہ وہ تاریخ نہیں جھوٹ ہے تہمت ہے، بہتان اور دشنام ہے، انسانیت سے گری ہوئی باتیں ہیں۔ تاریخ نے تو رسول اللہ ﷺ کو بھی معاف نہیں کیا۔ اور معاویہ رضی اللہ عنہ تو آتے ہی چھٹے نمبر پر ہیں۔ ابوبکر، عمر، عثمان خود سیدنا علی رضی اللہ عنہ نہیں بچے۔ اسی تاریخ میں لکھا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بے یار و مددگار چھوڑا اور خود چلے گئے۔ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے دوسری شادی کرنا چاہی اور وہ بھی کس سے؟ ابولہب کی بیٹی سے...... علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فاطمہ پر سوکن ڈالنے کا پروگرام بنایا۔ رسول اللہ رضی اللہ عنہ نے جھاڑا۔ سب کچھ مان لوں؟ ایک بات مان لی ایک بات نہ مانی یہ بھی کیا بات ہوئی۔ تم جس پر مہر لگاؤ وہ صحیح اور جس پر مہر نہ لگاؤ وہ ہم نہ مانیں۔ اس کا نام نہ علم ہے نہ تاریخ، نہ تحقیق، نہ سیرت اس کو جہالت کہتے ہیں۔

قرآن حکیم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے لئے ایک فیصلہ کیا ہے اور وہ فیصلہ اللہ کے علم کے مطابق ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کے عمل کے مطابق نہیں۔ یاد رکھیے گا یہ خط امتیاز ہے۔ اللہ کو ان کی کوئی ادا بھا گئی، کوئی بات ان کی اچھی لگی۔ پنجابی میں کہتے ہیں:

کوجھا میں کچجا میں...... اونوں لگاں چنگا میں

اللہ پاک کو وہ اچھے کیوں لگے؟ قرآن حکیم ایک بات کہتا ہے کہ فتح مکہ سے پہلے کے مسلمان اور فتح مکہ سے بعد کے مسلمان سارے جنتی ہیں جبکہ ہمارے لیے کوئی سرٹیفکیٹ، کوئی گارنٹی، کوئی سند، کچھ بھی نہیں ہے۔ تابعین کے لیے نہیں

ہے۔صرف صحابہ رضی اللہ عنہ کے لیے ہے۔

لا یستوی منکم من انفق قبل الفتح وقاتل اولٰئک اعظم درجة من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا وکلا وعداللّٰہ الحسنیٰ ○ (الحدید:۵)

اللہ پاک فرماتے ہیں کہ فتح مکہ سے پہلے کے مسلمان اور بعد کے مسلمان یہ دونوں درجہ میں برابر نہیں مگر دونوں جنتی ہیں۔

اب تاریخ ،بنی اُمیہ اور بنی ہاشم کے متعلق یہ کہتی ہے کہ ''جناب ہاشم اور اُمیہ دونوں جڑواں پیدا ہوئے ،دونوں کی کمر جڑی ہوئی تھی۔پھر شمشیرِ آبدار سے دونوں کو جدا کیا گیا۔تب سے آج تک دونوں کے درمیان تلوار چلتی ہے''۔

جناب! میں ایک طالب علم ہوں اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ قیامت کے دن طالب علموں کے ساتھ میرا حشر ہو۔اللہ کے دین میں طالب علم کی بڑی قدر ومنزلت ہے۔بشرطیکہ وہ طالب علم ہو''کلاشنکوفیا'' نہ ہو۔بنو ہاشم اور بنو اُمیہ کے درمیان کبھی بھی تلوار نہیں چلی،ہمیشہ محبت رہی ہے۔حضور ﷺ کی پھوپھی صاحبہ ام حکیم بیضا اور حضور ﷺ کے والد ماجد جڑواں بہن بھائی پیدا ہوئے۔سیدہ ام حکیم بیضاء اوران کی بیٹی بنو امیہ کے ہاں بیاہی گئیں۔حضور ﷺ کی پھوپھی زاد بہن اُرویٰ رضی اللہ عنہا بیاہی ہیں عفان سے۔ یہ پانچویں نمبر پر ہیں ۔ان کے بیٹے ہیں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ۔سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ آپس میں یوں سمجھ لیجیے تایا،چچا ہیں۔ایک دادا کی اولاد حضور ﷺ اور ایک کی عثمان رضی اللہ عنہ ایک کی اولاد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں ۔حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے جدامجد ایک ہیں۔رسول اللہ ﷺ کے جدامجد ایک ہیں۔یہ گیارہ قبیلے ہیں۔ان سب کے جدامجد ایک ہیں اور یہ گیارہ کے گیارہ سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ہیں۔مجھے زیادہ تو یاد نہیں ہے،سعودی عرب کا شاہ فہد بھی اس جد کا فرد ہے،نسل کے اعتبار سے بنی عدنان میں سے ہے۔اللہ تعالیٰ حسب کے اعتبار سے بھی کر دے۔

میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ یہ کبھی نہیں لڑے آپس میں۔تین جنگیں ہوئیں ان تینوں جنگوں میں بنی امیہ کا بزرگ سردار ہے اور بنو ہاشم کے بزرگ ان کے مددگار ہیں۔حرب فجار اس سے پہلے کی دو جنگیں۔یہ تین جنگیں ہوئیں عرب قبائل کے درمیان۔کوئی آدمی ثابت نہیں کرسکتا تاریخ سے کہ یہ آپس میں لڑے۔

زبیر رضی اللہ عنہ جو حضور ﷺ کے تایا جان تھے آخری جنگ میں حضور ﷺ ان کے ساتھ اونٹ پر بیٹھے ہوئے تھے۔یہ بنی ہاشم کے کمانڈر تھے،تین سو ساٹھ دستے تھے۔ان سب کا سالار اموی تھا۔بنی ہاشم اور بنی امیہ میں لڑائی نہیں تھی بلکہ آپس میں محبت اور رشتہ داریاں تھیں۔میں تاریخ کا طالب علم ہوں مجھے کہیں نہیں ملا کہ بنی امیہ اور بنی ہاشم آپس میں لڑے ہیں اوران کو تلوار سے الگ کیا گیا ہے۔محبت کرنے والوں اور پیار کی مہار چلانے والوں میں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ پورے مکہ میں سے چند لوگ لکھنا جانتے تھے۔انہیں میں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تھے۔نہایت خوشخط، پڑھے لکھے آدمی تھے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ قلم اللہ اوراس کے رسول ﷺ کے لئے تیار کیا ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں کبھی اللہ کی

مرضی کے بغیر حکم نہیں دیا۔ اللہ نے اجازت دی تو میں نے حکم دیا۔ میں حکم دیتا ہوں کہ اب تم اس سے اللہ کا دین پھیلاؤ اور اس کے ساتھ ہی فرمایا: **لو قمصک اللہ** معاویہ! وہ دن کیسا خوشی کا دن ہوگا کہ جب اللہ تجھے قمیص پہنائیں گے۔ حضور ﷺ کا چھوٹا سا حجرہ تھا۔ اس میں سیدہ کائنات رضی اللہ عنہا اور سید کائنات ﷺ اور ان دونوں رحمتوں کے درمیان سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ سیدہ ام حبیبہ رملہ رضی اللہ عنہا لیٹی ہوئی تھیں، اٹھ کر بیٹھ گئیں اور کہنے لگیں یا رسول اللہ (ﷺ)! واقعتاً میرے بھائی معاویہ رضی اللہ عنہ کو کوئی قمیص پہنائی جائے گی؟ حضور ﷺ نے فرمایا: **نعم ولکن فیه هنات وهنات** لیکن اس میں کچھ گڑ بڑ ہے۔ تو حضور ﷺ سے انہوں نے دعا کے لیے کہا کہ وہ جو گڑ بڑ ہے دور ہو جائے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے دعا فرمائی کہ یا اللہ اس کی دنیا و آخرت بہتر فرما دے:

واغفرله فی الأخرة والاولی اس کو دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی معاف فرما

وجنبه الردی اور یہ جو ٹوٹ پھوٹ اور گڑ بڑ ہے وہ دور فرما

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جب اپنے دور حکومت میں کام کا آغاز کیا تو اُن کے پیش نظر حضور ﷺ کا فرمان اور نصیحت تھی کہ ''عدل کرنا''۔ عدل کی ایک صورت یہ ہے کہ کسی کا مال نہ لوٹا جائے، ناجائز جیل میں نہ ٹھونسا جائے، ناجائز مقدمے نہ کیے جائیں اور یہ کہ معاملات مشورے سے طے کیے جائیں اور انسانی حقوق کی پاسداری کی جائے۔ خوشحال سٹیٹ ہونی چاہیے۔ تو جناب! دو واقعے عرض کرتا ہوں کہ ایک مائی صاحبہ جو بنو ہاشم سے تعلق رکھتی تھیں وہ آئیں اور کہنے لگیں ''معاویہ! تو ایسا، تو ایسا، تو فلاں، تو فلاں''۔ بڑی جھاڑ پلائی مائی صاحبہ نے۔ وہ رشتہ میں پھوپھی لگتی تھیں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی۔ تھیں بنو ہاشم میں سے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے ''**یا اُمّنا** اب بہت ہو چکی، فرمایئے! آپ کیا کہتی ہیں''؟ کہنے لگیں کہ دو ہزار دینار تو اس لیے دے کہ میں غرباء میں تقسیم کروں، دو ہزار دینار اس لئے دے کہ میں کنواں لگواؤں پانی کا، دو ہزار دینار اس لیے دے کہ سرائے بنواؤں۔ فرمانے لگے اے اماں جان تشریف رکھیں۔ انہیں گھر لے گئے، خدمت کی، چاکری کی اور اس کے بعد فرمانے لگے یہ چھ ہزار دینار جو آپ نے مانگے اور یہ چھ ہزار دینار مزید۔ شاید کوئی کمی رہ گئی ہو تو ان کو پورا فرماؤ اور یہ دو اونٹ بھی آپ کو دیتا ہوں۔ یہ نوکر بھی ساتھ ہے۔ جو کام ہو اس سے لیتے جایئے۔ آپ کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو رہا ہوگا کہ جی یہ پیسہ کیوں دیا، اونٹ کیوں دیئے، نوکر کیوں دیا؟ بیت المال کا پیسہ تھا، تو جناب! بیت المال کا پیسہ بیٹے کو تو نہیں دیا، بھائی کو تو نہیں دیا۔ رفاہِ عامہ کے لیے دیا ہے۔ اور سوشل ویلفیئر کسے کہتے ہیں؟ پھر مائی صاحبہ نے خبر لی بری طرح سے، چلئے یہ تو پھوپھی تھیں، شاید اس وجہ سے رعایت کی ہوگی۔ ایک صاحب جو صحابی نہیں نومسلم ہیں۔ یہ بیٹھے ہوئے تھے مسجد میں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ منبر پر آ کر کہنے لگے لوگو **ایها الناس اسمعوا و اطیعوا**! لوگو سنو اور اطاعت کرو! وہ نومسلم اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ کہنے لگے نہ میں سنتا ہوں اور نہ ہی اطاعت کرتا ہوں۔

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ مسجد سے چلے گئے، گھر جا کر نہائے اور واپس تشریف لائے پھر منبر پر بیٹھ گئے ۔ فرمانے لگے کہ اب بتاؤ مانتے کیوں نہیں ہو اور سنتے کیوں نہیں؟ وہ صاحب پھر کھڑے ہو گئے ۔ اب ذرا فقرہ پر غور فرمائیں' ایسا فقرہ آپ نے کبھی کسی کو نہیں کہا ہوگا اور نہ ہی آپ کو کبھی کسی نہ ایسی بات کہی ہوگی ۔ اساتذہ گرامی اور طلباء بیٹھے ہوئے ہیں ۔ میرا خیال ہے کہ اگر انہیں ایسا فقرہ کہہ دیا جائے تو تھوڑا سا بھونچال ضرور آجائے گا ۔ وہ کہنے لگے:

یہ جو بیت المال تو یوں بانٹتا ہے...... **اکسب ابوک ام ترکت امک**

ترجمہ ''یہ تیرے باپ کی کمائی ہے یا تیری ماں وراثت میں چھوڑ گئی ہے'' ۔

پہلے کہا **لا اسمع و لا اطیع** نہ سنتا ہوں اور نہ مانتا ہوں پھر کہا یہ بیت المال تیرے باپ کی کمائی ہے یا تیری ماں نے وراثت چھوڑی ہے ۔

تاریخ کی چودہ کتابیں میرے پاس بھی ہیں اور آپ جو پڑھتے ہیں' وہ بھی لے آیئے اور کسی ایک کتاب میں دکھایئے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے تھپڑ تو در کنار تف بھی کہا ہو، حیف بھی کہا ہو یا غضبناک ہوئے ہوں ۔ تاریخ میں لکھا ہے کہ:

فبکیٰ معاویہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ رو پڑے

حتی ابتلت لحیتہ' حتیٰ کہ ان کی داڑھی تر ہو گئی

ایک اور واقعہ سناتا ہوں بنو امیہ میں سے ایک بزرگ تھے عبداللہ ابن عامر اور بنو ہاشم کے سیدنا حضرت عبداللہ ابن زبیر اور بنی ہاشم میں سے ہی حضرت عبداللہ بن جعفر طیار ایک اور بزرگ بنو ہاشم کی شاخ عدی سے سیدنا عبداللہ ابن عمران سب کو عبادلہ اربعہ کہا جاتا ہے رضوان اللہ علیہم اجمعین یہ تمام اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا گزر ہوا ۔ حضرت عبداللہ ابن عامر حضرت عبداللہ ابن عمر اور حضرت عبداللہ ابن جعفر طیار رضی اللہ عنہ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بڑے بھائی کے بیٹے ہیں اور خاندان علی میں سے سے پہلے شہید ہیں ۔ غزوہ تبوک میں جن کا ہاتھ کٹ گیا تھا اور پٹھا لٹکا ہوا تھا ۔ انہوں نے پاؤں کے نیچے رکھا اور تڑاخ سے اتار کر پھینک دیا کہ لٹکتا ہوا ہاتھ جہاد میں رکاوٹ نہ بنے ۔ یہ سب حضرات اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کھڑے نہ ہوئے اور بیٹھے رہے ۔ اگر ملوکیت یا بادشاہت تھی تو اس کا تقاضا تھا کہ اسی وقت ان کو پکڑ کے مروڑ دیا جاتا ۔ لیکن ہوا کیا؟ عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو حضرت عبداللہ ابن عامر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بھائی تم کیوں نہیں اٹھے؟ تمہیں کیا ہو گیا؟ تو کہنے لگے **سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم.**

میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا کہ جس کو یہ بات بڑی اچھی لگتی ہے کہ لوگ اس کے استقبال کے لیے کھڑے ہو جائیں اس کو چاہیے کہ وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنائے اس لیے میں نہیں اٹھا ۔ اب معاویہ رضی اللہ عنہ تم بتاؤ تمہارے دل میں کیا ہے؟ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے الحمدللہ میرے دل میں یہ طلب نہیں ہے ۔

(جاری ہے)

انجم نیازی

منقبت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

وہ آدھی دنیا کا حکمراں تھا' وہ حکمراں بھی مگر کہاں تھا
بپھرتی موجوں پہ حق پرستوں کی سادہ کشتی کا بادباں تھا

بڑا مبارک ہے کام اس کا' ستاروں جیسا مقام اس کا
وہ ایک شاہیں صفت مجاہد جو سوئے منزل رواں دواں تھا

بڑے بڑوں کو گرانے والا' گرے ہوؤں کو اٹھانے والا
وہ رہبروں کا تھا نیک رہبر' پاسبانوں کا پاسباں تھا

ابھرتے سورج سے تاج مانگا' سمندروں سے خراج مانگا
کسے خبر ہے کہ اس کا سکہ' جہاں میں جاری کہاں کہاں تھا

وہ نیک سیرت حیا کی خاطر' لڑا ہمیشہ خدا کی خاطر
وہ دیکھنے میں تو ایک ہی تھا مگر حقیقت میں کارواں تھا

قلندرانہ حیات اس کی' سکندرانہ صفات اس کی
کبھی ردا تھا وہ مفلسوں کی' کبھی وہ ریشم کا سائباں تھا

وہ ایک عنواں بشارتوں کا، بصیرتوں کا، بصارتوں کا
اسی سے رستے تلاش کرنا' وہ دین فطرت کی کہکشاں تھا

مورخانہ پیام توبہ' منافقانہ زبان توبہ
وہ اس گھڑی بھی چمک رہا تھا' جہان جب یہ دھواں دھواں تھا

حسن سے پوچھو علی سے پوچھو' تم اس کی بابت نبی سے پوچھو
اندھیری شب میں چراغ بن کر' وہ ساری دنیا میں ضوفشاں تھا

شہنشہوں پر تھا رعب طاری کہ انجم اس کی تھی ضرب کاری
ہر ایک ظالم سمٹ رہا تھا' جدھر جدھر تھا جہاں جہاں تھا

سید محمد معاویہ بخاری

مستقبل کا منظر نامہ

صورت حال یہ ہے کہ دل ڈرتا ہے' ایک دوسرے کو تسلیاں دیتے اور سب اچھا کی نوید سناتے ہوئے' لوگ ایک دوسرے سے آنکھیں چرانے لگے ہیں۔ آرزوؤں اور تمناؤں کی بے کفن لاشیں کھسیانی ہنسی اور بے روح قہقہوں تلے دفن کرنے کا ہنر سیکھنے لگے ہیں۔ احوال شناس ملتے ہیں تو حوصلہ دیتے اور کندھے تھپتھپاتے ہوئے ان کی آنکھیں بھی ڈبڈبا جاتی ہیں۔ حتیٰ کہ میڈیا پر حسنِ جاناں کے قصیدے پڑھنے والے مدح خوانوں کی پنچم ونکھاد کو چھوتی بلند آہنگ تانیں بھی اب رکھب وگندھار کے دھیمے پن میں غروب ہونے لگی ہیں اور تھکے ماندے سراسیمہ لہجوں کا بے سُرا پن صاف محسوس ہونے لگا ہے۔ وطن عزیز کی فضاؤں میں پھیلے خوف و دہشت، سراسیمگی اور مایوسی کے منظر جتنے اب ہیں' پہلے کبھی نہیں دیکھے گئے۔ ایسا سناٹا طاری ہے کہ ڈولتی نبضوں کے ارتعاش کے سوا کوئی آہٹ سنائی نہیں دیتی۔ دوسری طرف کئی دنوں سے اخبارات و جرائد اور الیکٹرانک میڈیا پر ایسی تشویش ناک خبریں ایک تسلسل سے آرہی ہیں جو اپنے سیاق وسباق کے اعتبار سے نہ صرف خطرناک ہیں بلکہ ہماری علاقائی صورت حال اور ملکی سلامتی کے پیش نظر فوری اقدامات کی متقاضی ہیں۔ لیکن ہماری شریانوں کا منجمد خون ابھی تک نہیں پگھلا، ہماری خارجی، داخلی پالیسیوں کے تیور ابھی تک نہیں بدلے، ہمارے فکر و نظر کے اوزار ابھی تک عزم و ہمت کی سان پر تیز دھار بنتے نظر نہیں آرہے۔ نائن الیون سے لے کر سیون سیون تک اور اب اس کے بعد بھی جہاد اکبر کی قربان گاہ میں نذر و نیاز ادا کرنے کے جتنے مرحلے ہم نے طے کیے ہیں اس کی مثال کہیں نہیں ملتی۔ اب صرف یہ کہہ کر قوم کو نہیں بہلایا جاسکتا کہ ہم نے جو کچھ اقدامات کیے ہیں وہ ہمارے اپنے مفاد میں ہیں۔ کوئی اقرار نہ کرے تو الگ بات ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ بعض حکومتی ارکان کو بھی تسلیم کرنا پڑ رہا ہے کہ ہماری تمام پالیسیاں درست نہیں ہیں۔ اب یہ اعتراف بھی ہونے لگا ہے کہ پاکستان کو مذہبی، سیاسی اور معاشی حوالہ سے جتنا نچوڑا جاسکتا ہے' نچوڑ لیا گیا اور اس انعام کی پہلی قسط ملی ہے تو وہ بھی دو عدد استعمال شدہ ایف ۱۶ طیاروں کی صورت میں' حالانکہ کشمیر سے لے کر مدارس تک اپنی قومی پالیسیوں کو روندنے اور پامال کرنے کی مشق ہم سے کرائی گئی ہے اور اقتصادی و دفاعی معاہدے پڑوس میں بیٹھے ہمارے وجود کے دشمن سے کیے گئے ہیں۔ ہمیں مجبور کیا گیا ہے کہ گندم، پیاز سے لے کر گوشت، کپڑے اور سوئی تک بھارت سے منگوائی جائے مگر آزادیٔ کشمیر اور بگلیہار ڈیم کے معاملہ پر خاموش رہیں اور دو طرفہ تعلقات کی بنیاد کھلی تجارت کے اجازت ناموں پر رکھی جائے۔

ہمیں مجبور کیا جارہا ہے کہ بھارت سے دوستانہ تعلقات کی راہ میں اب پاک چین دوستی کا کوئی حوالہ بھی آڑے

نہیں آنا چاہیے۔ ۸راگست کی شب ایک پرائیویٹ ٹی وی چینل کے پروگرام ’’کامران خان شو‘‘ میں ’’آج کی بڑی خبر‘‘ کے عنوان سے دو اہم خبروں پر ماہرین کے تبصرے پیش کیے گئے ہیں۔ ان میں بھارتی فضائیہ کے سربراہ کا بیان سب سے اہم خبر کے طور پر سرفہرست تھا۔ کامران خان کے بقول بھارتی فضائیہ کے سربراہ نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ امریکہ اور بھارت نومبر ۲۰۰۵ء کے دوران مقبوضہ کشمیر میں مشترکہ فوجی مشقیں کریں گے۔ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ جنوری ۲۰۰۶ء میں برطانیہ بھی مقبوضہ کشمیر میں بھارت کے ساتھ فوجی مشقیں کرے گا۔ ایک اور اخباری اطلاع کے مطابق بھارت کا اسرائیل کے ساتھ بھی فوجی مشقیں کرنے کا پروگرام طے پا گیا ہے۔ ہمارے پڑوس میں کھیلے جانے والے اس خطرناک کھیل کے نتائج کیا ہوسکتے ہیں؟ اس بارے معروف دفاعی تجزیہ نگار لیفٹیننٹ جنرل (ر) طلعت مسعود جو عموماً حکومتی پالیسیوں کے تائید کندہ اور مداح رہے ہیں‘ نے اس خبر پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ خبر اپنی نوعیت کے اعتبار سے انتہائی تشویش ناک ہے۔ حکومت کو اس کا سختی سے نوٹس لیتے ہوئے امریکہ اور برطانیہ سے وضاحت طلب کرنی چاہیے۔ اگر امریکہ اور برطانیہ بھارت کے ساتھ مل کر مقبوضہ کشمیر میں فوجی مشقیں کرتے ہیں تو اس کا سیدھا مطلب یہ ہے کہ اب دونوں کے نزدیک کشمیر متنازعہ علاقہ نہیں رہا اور اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ بھارت کشمیر کو غیر متنازعہ علاقہ تسلیم کرانے میں کامیاب ہوگیا ہے۔ جناب طلعت مسعود نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ آثار یہی نظر آرہے ہیں کہ امریکہ نے بھارت کو نیوکلیئر ٹریٹی سائن نہ کرنے کے باوجود ایٹمی طاقت کے طور پر قبول کرلیا ہے۔ یہ صورت حال پاکستان کے حق میں ہرگز نہیں ہے۔ اس سے نہ صرف پاکستان کی سلامتی کو خطرات لاحق ہوگئے ہیں بلکہ مستقبل میں چین کے لیے بھی مسائل کھڑے ہوں گے جو پاکستان کا قریبی دوست ہے۔ لیفٹیننٹ جنرل (ر) طلعت مسعود نے مقبوضہ کشمیر میں مشترکہ فوجی مشقوں کے حوالہ سے مزید کہا کہ امریکہ کی طرف سے پاکستان کو یہ پیغام دیا گیا ہے کہ اب اس کی ہمدردیاں اپنے مفاد کے تحت مکمل طور پر بھارت کے ساتھ ہیں۔ میڈیا پر اس خبر کے آنے کے بعد گو کہ امریکہ و برطانیہ نے اس کی رسمی اور مبہم تردید بھی کردی ہے مگر یہ سوال اپنی جگہ پھر بھی باقی رہ جاتا ہے کہ بھارتی فضائیہ کے سربراہ نے یہ بیان کس تناظر میں دیا ہے؟ اگر امریکہ اور برطانیہ اس کی تردید کررہے ہیں تو پھر انہیں اس کی وضاحت بھی کرنا چاہیے کہ بھارت کے ساتھ بڑھتے ہوئے تعلقات کی نوعیت کیا ہے؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ پاکستان حکومت کی عارضی دلجوئی کے لیے ایک رسمی سی تردید جاری کرکے محض وقت گزاری کی گئی ہو اور معاملہ کو نومبر تک خوش فہمیوں میں الجھائے رکھنے کی پالیسی اختیار کی گئی ہو۔ یعنی جب نومبر آئے گا‘ مشقیں آغاز ہوجائیں گی۔ تب کی تب دیکھی جائے گی؟

بھارتی فضائیہ کے سربراہ کے بیان پر دفاعی تجزیہ نگار جناب طلعت مسعود صاحب کا تبصرہ اپنی جگہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ جس پر سنجیدگی کے ساتھ غور کیا جانا چاہیے۔ لیکن صورت حال یہ ہے کہ ارباب اختیار اپنی پوری توانائیاں

دہشت گردی اور انتہا پسندی کی امریکی مہم پر مرکوز کیے ہوئے ہیں۔ جبکہ دوسری طرف ہمیں اس دلدل میں پھنسا کر بھارت کو علاقہ کی تھانیداری سونپنے کے اقدامات کیے جا رہے ہیں۔ گزشتہ ماہ بھارتی وزیر اعظم من موہن سنگھ نے اپنے دورۂ امریکہ میں ایک بار پھر پاکستان پر دہشت گردوں کی پرورش کرنے اور سرحد پار دہشت گردی جاری رکھنے کے الزامات عائد کیے تھے۔ من موہن سنگھ نے عالمی میڈیا کے سامنے پاکستان کے کردار اور بالخصوص پاکستان کے ایٹمی پروگرام کے خلاف ہرزہ سرائی کرتے ہوئے جس طرح مشکوک بنایا' وہ اس بات کا غماز ہے کہ بھارت عالمی سطح پر پاکستان کو غیر معتبر بنا کر امریکہ و مغرب کی حمایت حاصل کرنا چاہتا ہے اور اسے اپنے مقصد میں اس حد تک کامیابی ضرور مل گئی ہے کہ اب امریکہ کے ساتھ مغرب نے بھی پاکستان کو دہشت گردی کا مرکز قرار دینا شروع کر دیا ہے۔

کامران خان کے پروگرام میں ہی دوسری اہم خبر یہ بتائی گئی کہ امریکہ کی ہارورڈ یونیورسٹی میں نفسیات کے ایک پروفیسر اور عالمی امور کے ماہر جیری بیسٹن (Jerry Bestin) (جو امریکہ خفیہ ادارے سی آئی اے کے لیے بھی خدمات انجام دے چکے ہیں اور دہلی میں بھی متعین رہے ہیں) کی مرتب کردہ تحقیقاتی رپورٹ سامنے آئی ہے جس میں جیری بیسٹن نے بڑے واضح الفاظ میں بتایا ہے کہ دنیا بھر میں دہشت گردی کے واقعات میں ملوث افراد دینی مدارس میں تعلیم حاصل کرنے والے طلباء نہیں تھے۔ جیری بیسٹن لکھتے ہیں کہ میری تحقیق کے مطابق نائن الیون کے بڑے واقعات سمیت کسی بھی دہشت گردی کے واقعہ میں دینی مدارس میں تعلیم حاصل کرنے والے غریب طلباء نہیں تھے بلکہ ان کی اکثریت امریکہ اور مغرب کے اعلیٰ تعلیمی اداروں سے تعلیم یافتہ اور انتہائی متمول گھرانوں سے تعلق رکھتی ہے۔ جیری بیسٹن نے اسامہ بن لادن اور ڈاکٹر ایمن الظواہری کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ ان میں سے ایک انجینئر اور دوسرا ڈاکٹر ہے۔ اسی طرح نائن الیون کے واقعات میں ملوث اور ماسٹر مائنڈ بتائے جانے والے شخص ''عطاء'' کے بارے میں جیری بیسٹن کا کہنا ہے کہ وہ امریکی یونیورسٹی کا تعلیم یافتہ شخص تھا۔ جبکہ امریکی صحافی ''ڈینئل پرل'' قتل کیس میں ملوث شیخ عمر نے لندن کالج آف اکنامکس سے ڈگری حاصل کی تھی۔

امریکی صحافی جیری بیسٹن کی رپورٹ پر تبصرہ کرتے ہوئے بی بی سی ڈاٹ کام کے عدنان اظہر نے کہا کہ یہ رپورٹ خود اس بات کی دلیل ہے کہ پاکستان کے دینی مدارس اور مسلمانوں پر ایک سوچے سمجھے منصوبہ کے تحت دہشت گردی کے الزامات عائد کیے جا رہے ہیں۔ حالانکہ آج تک یہ بات ثابت نہیں ہو سکی ہے کہ دینی مدارس سے تعلیم یافتہ کوئی شخص دہشت گردی کے کسی واقعہ میں ملوث رہا ہو لیکن امریکہ اور برطانیہ کی جانب سے مدارس پر پابندلگانے کے لیے دباؤ ڈالا جا رہا ہے۔ سوال یہ نہیں کہ پاکستان کے دینی مدارس دہشت گردی کی تعلیم دے رہے ہیں یا نہیں اور دہشت گردی میں ملوث افراد کا تعلق دینی مدارس سے ثابت ہوتا ہے یا نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ ہم خود اپنے مدارس کے خلاف کارروائی اور

دینی تعلیم حاصل کرنے والے طلباء کو ملک بدر کرنے کے اعلانات کر کے اقرار کر رہے ہیں کہ مدارس کا کردار واقعی مشکوک ہے۔ جبکہ امریکہ و مغرب کی وضع کردہ نئی ڈاکٹرائن کے مطابق مسلمان جہاں کہیں بھی بستے ہیں، وہ انتہا پسند ہیں اور ان کا ناطقہ بند ہونا ضروری ہے۔

ان دونوں خبروں کا حاصل یہ ہے کہ پاکستان کے خلاف ایک خطرناک عالمی سازش تیار ہو چکی ہے اور جس پر مرحلہ وار عملدرآمد بھی شروع ہو چکا ہے۔ اقوام متحدہ میں پاکستان کے مستقل مندوب جناب مسعود خان نے اپنے انٹرویو میں کہا ہے کہ پاکستان اور مسلمانوں کے خلاف ایک مخصوص گروہ سرگرم عمل ہے جو عالمی سطح پر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف پراپیگنڈہ کر رہا ہے۔

مندرجہ بالا خبروں کے تناظر میں دیکھا جائے تو پاکستان کی مشکلات مزید بڑھتی دکھائی دے رہی ہیں۔ اربابِ اختیار نے اگر اپنے لوگوں کے تحفظ کے لیے فوری طور پر راست اقدامات نہ کیے اور حالیہ دنوں جاری ہونے والے غیر مناسب فرمانوں اور ان کے تحت تیار ہونے والی پالیسیوں کا از سرنو جائزہ لے کر صحیح سمت متعین کرنے کی کوشش نہ کی تو شاید بہت جلد کچھ اور فرمائشیں بھی موصول ہو جائیں گی اور موجودہ پالیسیوں کی حکمت عملی کے تحت ہمیں انہیں بھی پورا کرنا پڑے گا۔ ہمیں مستقبل کا منظر نامہ یہی بنتا نظر آ رہا ہے۔ مسعود اوکاڑوی کے بقول:

صبح کے بعد وہی شام مرے سامنے ہے
منطقی طور پر انجام مرے سامنے ہے

پروفیسر خالد شبیر احمد*

دہشت زدہ دانش ور سے ایک ملاقات

کل سرِ راہ اتفاقاً ایک دانش ور سے ملاقات ہوگئی' میں خوشی سے جھوم اٹھا۔ بڑی مدت کے بعد کسی دانش ور سے ملاقات کا موقع ملا۔ منت سماجت کرکے انہیں نزدیک ترین ہوٹل میں لے آیا۔ چائے کی پیالی ان کے سامنے رکھ کے ان سے گوشہ نشینی کا سبب پوچھا۔ تو انہوں نے کہا کہ یہ دور دانشوروں کا نہیں' طاقت وروں کا ہے۔ جہاں طاقت دانش پر یوں غلبہ حاصل کرلے وہاں دانش وروں کا بھلا کیا کام۔ اس لیے کبھی کبھار ہوا خوری کے لیے گھر سے باہر نکلتے ہیں ورنہ گھر میں ہی اپنی دانش پر ماتم کرتے رہتے ہیں۔ اور اکثر یہ شعر گنگنانے میں وقت بسر ہوتا ہے ؎

نا دیدنی کی دید سے ہوتا ہے خونِ دل
بے دست و پا کو دیدۂ بینا نہ چاہیے

میں نے عرض کیا: حضرت آپ نے طاقت وروں کا ذکر فرمایا ہے کسی آپ جیسے ہی دانش ور کا یہ قول ہے کہ ''طاقت گمراہ کرتی ہے اور مکمل طاقت مکمل طور پر گمراہ کرتی ہے'' اس قول کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟

دانش ور نے میرے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ دراصل جو طاقت کے حصول کے لیے ہاتھ پاؤں مارتا ہے اور طاقت حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ تو طاقت کے حصول سے پہلے ہی گمراہ ہوتا ہے۔ لہٰذا اس بات میں کوئی مبالغہ نہیں کہ طاقت صرف گمراہ ہی نہیں کرتی بلکہ انسان کو فرعون مزاج بنا دیتی ہے۔ طاقت انسان کے دل و دماغ میں ایک ایسا تغیر برپا کردیتی ہے کہ انسان کی نفسیات ہی تبدیل ہوکر رہ جاتی ہے۔ ''وہ ہمچو ما دیگرے نیست'' کا نعرہ بلند کردیتا ہے۔ اور جو اس کے سامنے آتا ہے' اسے وہ طاقت کے بل بوتے پر کچل کے رکھ دیتا ہے۔

میں نے عرض کیا کہ یہ بات تو بڑی خوفناک ہے۔ اس سے کیسے بچا جاسکتا ہے دانش ور نے فوراً جواب دیا۔ ایسی صورت میں حالات سے محفوظ رہنے کے لیے روشن خیال ہوجانا چاہیے' اس طرح ایک انسان طاقت کے نشے میں مخمور انسان سے محفوظ ہوسکتا ہے۔

میں نے عرض کیا کہ روشن خیال بننے کا کیا طریقہ ہے؟ انہوں نے جواب میں کہا کہ روشن خیال ہونے کے لیے سب سے پہلے تو ایک آدمی کا بے خیال ہونا ضروری ہے جب آدمی بے خیال ہوجائے تو پھر اس طاقت ور کا ہم خیال ہونا اس

* سیکرٹری جنرل مجلس احرار اسلام پاکستان

کے لیے کوئی مشکل نہیں ہوگا۔ بس جب انسان طاقت ور کا ہم خیال ہو گیا تو سمجھو کہ روشن خیال خود بخود ہوتا چلا جائے گا۔ انہوں نے بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا کہ لوگ روشن خیال ہونے سے خواہ مخواہ بدکتے ہیں۔ حالانکہ روشن خیال ہونے میں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ اگر آپ کا سودا سچ بول کر نہیں بکتا تو جھوٹ بول کر بیچ ڈالنے میں کیا قباحت ہے؟ اگر عورت پردے میں رہنا پسند نہیں کرتی تو اسے پردے سے نجات دلانے میں آخر کیا قیامت آ جائے گی؟ وقت کے ساتھ ساتھ اپنے خیالات کو تبدیل کرنے کا نام ہی تو روشن خیالی ہے اور یہ تبدیلی ہونی چاہیے۔ اس لیے بھی کہ طاقت ور یہی چاہتا ہے۔ آپ دیکھتے نہیں ہے کہ عورت کو گھر سے باہر لانے میں کیا کیا حیلے بہانے تلاش کئے جا رہے ہیں۔ اور جیسے جیسے عورت گھر سے باہر آتی جا رہی ہے' پورے معاشرے کے اندر ایک عجیب و غریب قسم کی روشنی پھیلتی نظر آتی ہے۔ بعض اوقات تو یہ روشنی اتنی تیز ہو جاتی ہے کہ آنکھوں کے ساتھ ساتھ دل و دماغ بھی چندھیا کے رہ جاتے ہیں اور ظاہر ہے کہ جس کا دل چندھا گیا' اس کے دماغ سے روشنی ہی روشنی برآمد ہوگی۔ بس یوں سمجھ لیجئے کہ اس کا دماغ روشنی کا مینار بن جائے گا۔ اور اگر یہ روشنی زیادہ ہو جائے تو یہ بھی ممکن ہے کہ آدمی آدمی نہ رہے فقط روشنی کا مینار بن کے رہ جائے۔

میں نے عرض کیا کہ اتنی روشنی کی ضرورت ہی کیا ہے۔ رات ہو تو پھر بات قدرے سمجھ میں آتی ہے۔ اب دن کے وقت تو سورج کی روشنی پہلے ہی موجود ہوتی ہے ایسے وقت انسان اگر روشنی کا مینار بن بھی گیا تو مخلوقِ خدا کو اس سے کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ آدمی اس سے کیا نفع حاصل کر سکتا ہے؟

دانش ور نے قدرے مسکراتے ہوئے جواب دیا کہ بس یہی آپ میں ایک بنیادی خامی ہے۔ آپ ہر بات کو تبلیغی جماعت کی طرح صرف نفع و نقصان کی عینک سے دیکھتے ہیں۔ اگر انسان ترقی کرتے کرتے اتنا آگے بڑھ جائے کہ وہ سورج کی روشنی کا محتاج ہی نہ رہے تو آپ کو اس پر کیا اعتراض ہے۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے تو اس پر کوئی اعتراض نہیں لیکن یہ سورج کی محتاجی سے بچ نکلنے والی بات سمجھ میں نہیں آتی۔

دانش ور نے بات کو بڑھاتے ہوئے کہا کہ کیا ضروری ہے کہ ہر بات آپ کی سمجھ میں آجائے اور ہر بات کو سمجھنے کی کوشش کرنا بھی کوئی ضروری بات نہیں ہے۔ کیونکہ طاقت ور اس بات کا بُرا مناتے ہیں۔ اب آپ یہ کہہ دیں گے کہ عورت کی امامت کا منصوبہ آپ کی سمجھ سے بالاتر ہے۔ تو کیا وہ طاقتور لوگ اس منصوبے کو اس لیے ترک کر دیں کہ آپ کی سمجھ میں نہیں آتی۔ آپ کوئی طاقت وروں میں تو شمار نہیں ہوتے کہ آپ کی سمجھ کی کوئی اہمیت ہو، طاقت کے بل بوتے پر اپنی سمجھ کو دوسروں کی سمجھ پر مسلط کرنے اور ہر طاقت کے سامنے سرنگوں ہو جانے کا نام ہی تو روشن خیالی ہے۔

میں نے عرض کیا کہ روشن خیال انسان کی ایک خوبی تو سمجھ میں آ گئی ہے کہ ہر طاقت کے سامنے سرنگوں ہو جائے اس کے علاوہ کوئی اور خوبی جو اسے عام انسانوں سے ممتاز کرتی ہو؟ اس پر دانش ور نے برجستہ کہا کہ جھوٹ بولنا وہ بھی اس

طرح کہ سچ شرمندگی سے اپنا منہ ڈھانپ لے۔

میں نے کہا بعض اوقات جھوٹ بولنے والا طاقت ور بھی ہوتا ہے۔ وہ محض جھوٹ بول کر اپنی بات منوالیتا ہے تو کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ جھوٹ بھی طاقت کا ہی نام ہے۔

دانش ور نے کہا کہ جھوٹ طاقت ور کا وہ ہتھیار ہے جس کے ذریعے وہ سچ کو بے دریغ ذبح کرتا چلا جاتا ہے۔ اور جو لوگ روشن خیال نہیں ہوتے وہ بھی اس کے ساتھ ہی ذبح ہوکر رہ جاتے ہیں۔ کیونکہ جھوٹ اور طاقت مل کر ایک ایسی قوت بن جاتے ہیں۔ جس کا مقابلہ کرنا انسانی بس سے باہر ہے۔ میں نے جھوٹ کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا کہ جھوٹ اور سفید جھوٹ کے درمیان کیا فرق ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ابتداء میں جھوٹ جھوٹ ہی ہوتا ہے۔ اور جب جھوٹ ذرا جوان ہونا شروع کردے تو وہ وقت کے ساتھ ساتھ اپنے لڑکپن کی رنگت کو سفیدی میں تبدیل کر لیتا ہے اور جب جھوٹ جوان ہو جائے تو پھر وہ سفید جھوٹ کہلاتا ہے۔ اور عموماً سفید جھوٹ ہی طاقت ور استعمال کرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ جھوٹ اور روشن خیالی کا آپس میں کیا تعلق ہے؟ جواب میں انہوں نے کہا کہ دونوں ایک ہی بطن سے پیدا ہونے والے جڑواں بھائی ہیں۔ ایک کا کام ہے کہ سچ کا راستہ روک رکھے اور دوسرے یعنی روشن خیالی کا کام ہے کہ وہ ایک نئی تہذیب وتمدن کی بنیاد رکھے' ایک ایسی تہذیب جس کی شکل یورپ کی تہذیب وتمدن سے ملتی جلتی ہو۔ اور جس میں عورت کا ایک منفرد مقام ہو۔ روشن خیال معاشرہ اسے کو کہا جائے گا کہ جس میں آزادئ نسواں کا پورا پورا خیال رکھا جائے۔ میں نے جواب میں کہا کہ آزادئ نسواں کو تو علامہ اقبالؒ نے ابلیس کی ایجاد کہا تھا۔ دانش ور نے کہا کہ اقبال کو چھوڑ' وہ دور گزر گیا۔ اُس وقت آزادئ نسواں ابلیس کی ایجاد ہوگی۔ اس وقت ہرگز نہیں' اس وقت یہ خود وقت کی ایجاد ہے۔ عورت کی آزادی 'روشن خیالی کی ایک بنیادی پہچان ہے اور اگر روشن خیالی کو ایک دعویٰ کہا جائے تو آزادئ نسواں اس کی ایک بین دلیل ہے۔ یورپ محض اسی لیے روشن خیال ہے کہ وہاں ہر عورت کو ہر وقت دن ہو کہ رات ہر کام کرنے کی اجازت ہے۔ یورپ کے معاشرے میں ہمیں ہر روز پُر لطف اور مزیدار خبریں عورت کے حوالے سے ملتی ہیں' جن کو پڑھ کر ہماری روشن خیالی کو تقویت حاصل ہوتی ہے۔ ہمارا امریکہ کے ساتھ اس وقت جو گہرا تعلق ہے' وہ بھی جھوٹ اور روشن خیالی کے بنیادی اصولوں کی وجہ سے ہے۔ امریکہ نے جھوٹ بول کر افغانستان اور عراق پر حملہ کیا۔ ہم نے نہ صرف ان حملوں کو تسلیم کیا بلکہ امریکہ کے ساتھ تعاون بھی کیا۔ اسرائیل فلسطین کے اندر جو کچھ کر رہا ہے' وہ صرف جھوٹ اور طاقت کے بل بوتے پر کر رہا ہے۔ بھارت کشمیر کے اندر جس حکمت عملی کو اختیار کیے ہوئے ہے' وہ جھوٹ اور طاقت کی حکمت عملی ہے۔ بس تم بھی امریکہ، اسرائیل اور بھارت کی طرح جھوٹ اور روشن خیالی کو اپنا کر ایک طاقت ور قوم بن جاؤ کہ ترقی کے یہی وہ زینے ہیں جو اس دور میں تمہارے کام آسکتے ہیں۔ ورنہ یونہی طاقت ور قوموں کی ٹھوکروں سے فٹ بال بنے رہو گے۔ یہ جو بات میں آپ

سے کرر ہا ہوں یہ اس لیے بھی درست ہے کہ طاقت ور یہی کہتے ہیں۔ میری دانش پر اس وقت طاقتوروں کا مکمل کنٹرول اور قبضہ ہے اس کے علاوہ میں آپ سے اور کچھ نہیں کہہ سکتا کہ طاقت وروں نے منع کر رکھا ہے۔ اسی لیے تو میں مکمل روشن خیال ہوں جھوٹ اور طاقت میرے لیے ایمان کا درجہ اختیار کر چکے ہیں۔ فقہا بھی یہی کہتے ہیں کہ جان بچانے کے لیے اگر سُور بھی کھانا پڑے تو جائز ہے۔ میں نے ٹوکتے ہوئے کہا کہ اگر اس طرح سُور کھانے کی عادت پڑ جائے تو پھر کیا بنے گا؟ جو کچھ بنے گا وہ دیکھا جائے گا۔ فی الحال تو ہمیں جھوٹ اور طاقت کے سامنے سرِ تسلیم خم کر کے مکمل روشن خیال بن جانا چاہیے بعد میں کیا ہوگا دیکھا جائے گا۔

وہ یہ سب کچھ کہے جا رہے تھے اور میں یہ سوچ رہا تھا کہ ان کو کیا ہو گیا ہے۔ اچھے بھلے تھے لیکن طاقت وروں کے خوف نے ان سے دانشوری چھین لی ہے۔ وہ خوف میں کیا کچھ کہہ رہے ہیں' شاید انہیں خود بھی معلوم نہیں اور نہ ہی انہیں اس بات کا احساس ہے کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔ میں نے انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا۔ اور یہ اشعار پڑھتا ہوا، سر جھکائے، منہ لٹکائے ہوٹل سے باہر آ گیا۔

اک خوف مسلسل کہ مسلط ہے سروں پر
اک خون کی بارش ہے برستی ہے گھروں پر
اب دیدہ وری' دور ہوئی دیدہ وروں سے
اب راز نہیں کھلتا کوئی دیدہ وروں پر
اپنے ہی خد و خال میں دُھندلائے ہوئے سے
الزام عبث دھرتے ہیں آئینہ گروں پر
مٹی کی صلاحیت پر نظر کس کی پڑی تھی
الزام ہے اب کیسا بھلا کوزہ گروں پر

ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان
مولانا محمد حنیف جالندھری

لندن دھماکے اور دینی مدارس کا موقف

لندن میں خودکش دھماکوں کے ذریعے جو جانیں ضائع ہوئی ہیں اور خوف و ہراس کی کیفیت پیدا ہوئی ہے اس سے دنیا کا ہر باشعور شخص پریشان ہے اور دنیا بھر کے امن پسند لوگ اس دہشت گردی کی مذمت کرتے ہوئے اس کا شکار ہونے والے افراد اور خاندانوں کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کر رہے ہیں۔

پاکستان میں دینی مدارس کا سب سے بڑا فورم ''وفاق المدارس العربیہ پاکستان'' بھی اس تشویش و اضطراب میں دنیا کے امن پسند افراد اور حلقوں کے ساتھ شریک ہے اور پرامن شہریوں کے خلاف کی جانے والی اس کارروائی کی شدید مذمت کرتے ہوئے متاثرہ افراد، خاندانوں اور پوری برطانوی قوم کے ساتھ ہمدردی اور یکجہتی کا اظہار کرتا ہے۔ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے مرکزی قائدین شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان، مولانا محمد حسن جان، مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر نے لندن بم دھماکوں کی پرزور مذمت کی ہے اور انہیں عالمی امن کے لئے انتہائی خطرناک قرار دیا ہے۔ جناب نبی کریم ﷺ نے حالت جنگ میں بھی بچوں، بوڑھوں، عورتوں اور جنگ سے لاتعلق افراد کو قتل کرنے سے منع کیا چہ جائیکہ حالت امن میں' بے گناہ شہریوں کا اس طرح خون بہایا جائے اور خوف و دہشت کی کیفیت پیدا کی جائے، اس لیے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ لندن میں گزشتہ دنوں کئے جانے والے بم دھماکے' جن کے نتیجے میں پچاس سے زائد افراد جان سے ہاتھ دھو بیٹھے اور سینکڑوں زخمی ہوئے ہیں' امن کو سبوتاژ کرنے کی مذموم حرکت کے مترادف ہیں اور ان کی مذمت ہر ذی ہوش انسان کر رہا ہے۔

اس کے ساتھ ہی وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی قیادت دو اہم امور کی طرف عالمی رائے عامہ اور بین الاقوامی حلقوں کو متوجہ کرنا ضروری سمجھتی ہے۔ ایک یہ کہ دہشت گردوں کے خلاف موجودہ عالمی جنگ کا ٹھنڈے دل و دماغ کے ساتھ از سر نو جائزہ لینے کی ضرورت ہے کیونکہ عالمی سطح پر دہشت گردی کی کوئی تعریف طے کئے بغیر کسی بھی گروہ کو یکطرفہ طور پر دہشت گرد قرار دے کر اس کے خلاف کی جانے والی کارروائی انصاف کے تقاضوں پر پوری نہیں اترتی اور اس سے شکوک و شبہات کم ہونے کی بجائے ان میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ دوسری بات یہ کہ ان اسباب و عوامل کو نظر انداز کر دینا بھی اس مبینہ دہشت گردی کے خاتمہ کی بجائے اس کے مزید فروغ کا باعث بن رہا ہے جن اسباب و عوامل کے نتیجہ میں اس مبینہ دہشت گردی نے جنم لیا ہے اور جن کی طرف عالمی طاقتوں کا سنجیدگی کے ساتھ متوجہ نہ ہونے کی وجہ سے تشدد کی

کارروائیوں کی حمایت کا دائرہ وسیع ہوتا جارہا ہے۔اس کے ساتھ ہی یہ بات بھی محل نظر ہے کہ لندن کے مذکورہ بم دھماکوں کی ذمہ داری کے حوالے سے پاکستان کے دینی مدارس کو عالمی میڈیا کے ذریعے بلاوجہ طعن وتشنیع کا نشانہ بنایا جارہا ہے حالانکہ یہ بات ایک سے زائد بار دلائل وشواہد کے ساتھ واضح ہوچکی ہے کہ پاکستان کے دینی مدارس میں کسی طرح کی کوئی فوجی تربیت نہیں دی جاتی حتیٰ کہ چند ماہ قبل اسلام آباد میں دینی مدارس کے ایک بھرپور کنونشن میں پاکستان کے سابق وزیر داخلہ چودھری شجاعت حسین نے صاف لفظوں میں اعلان کیا کہ انہوں نے اپنے دور میں پورے ملک کے مدارس کی چھان بین کرائی مگر کوئی مدرسہ بھی دہشت گردی کی تربیت میں ملوث نہیں پایا گیا۔نیز گزشتہ دوسالوں کے دوران ملک کے درجنوں دینی مدارس پر چھاپے مارے گئے ہیں اوراچانک آپریشن کیا گیا ہے لیکن کہیں بھی کوئی ہتھیار یا ٹریننگ کے آلات موجود نہیں پائے گئے حتیٰ کہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان نے حکومت کے ساتھ مذاکرات اور کھلے اعلانات کے ذریعے متعدد بار اعلان کیا ہے کہ ملک کے کسی بھی دینی مدرسہ کے بارے میں یہ شکایت پائی جائے کہ اس میں اسلحہ کے استعمال کی ٹریننگ دی جارہی ہے تو اس کی نشاندہی کی جائے ،اگر اس کا ثبوت فراہم ہوگیا تو اس مدرسے کے خلاف کارروائی میں خود وفاق بھی حکومت کے ساتھ شریک ہوگا۔مگر اس کے باوجود دینی مدارس کو مسلسل ہدف تنقید بنایا جارہا ہے اوران کی کردارکشی کی جارہی ہے۔

اس لئے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی ہائی کمان اس امر کا ایک بار پھر اعلان ضروری سمجھتی ہے کہ پاکستان کے دینی مدارس میں صرف اور صرف تعلیم دی جاتی ہے اور قرآن وسنت کے علوم سے نئی نسل کو آراستہ کیا جاتا ہے۔تعلیم اور دینی تربیت کے سوا ان مدارس کی سرگرمیوں میں اور کوئی بات شامل نہیں ہے اور قرآن وسنت اوران کے متعلقہ علوم کی تعلیم اوران کے مطابق نئی نسل کی دینی تربیت کے مشن سے وفاق المدارس سرمو انحراف کے لئے تیار نہیں اوراس سلسلہ میں کسی سطح پر کوئی دباؤ قبول نہیں کیا جائے گا۔البتہ عسکری ٹریننگ اور دوسرے مذاہب کے خلاف عسکری محاذ آرائی کی فکری تربیت نہ ان مدارس میں دی جاتی ہے اور نہ ہی کسی مرحلہ میں اس کا پروگرام مدارس کے اہداف میں شامل ہے اوراس حوالہ سے وفاق المدارس کی ہائی کمان پاکستان کی حکومت اور بین الاقوامی حلقوں کو ہرقسم کی ضمانت دینے کے لیے ہر وقت تیار ہے۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ لندن کے خودکش دھماکوں میں مبینہ طور پر ملوث افراد کے بارے میں کہا جارہا ہے کہ انہوں نے پاکستان کے بعض دینی مدارس میں تعلیم پائی ہے‘اس لئے دینی مدارس اس مبینہ دہشت گردی میں ملوث ہیں۔ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ قطعی طور پر غیر منطقی اور غیر حقیقی بات ہے۔اولاً تو اس لئے کہ اس کا کوئی ثبوت موجود نہیں کہ خودکش دھماکوں میں کون لوگ ملوث ہیں۔دوسرے یہ بھی کسی طریقہ سے ثابت نہیں کہ ان دہشت گردوں نے پاکستان کے دینی مدارس میں تعلیم حاصل کی ہے۔جب وہ لوگ ہی معلوم نہیں تو ان کی تعلیم گاہ کیسے معلوم ہوگئی اور اگر بالفرض یہ بات ثابت بھی ہوجائے کہ ان افراد نے کسی وقت پاکستان کے کسی دینی مدرسہ میں تعلیم پائی ہے تو اسے ان کی کارروائی میں مدارس کی شمولیت کی

دلیل نہیں بنایا جا سکتا۔ اس لئے کہ دنیا بھر میں مختلف حوالوں سے دہشت گردی، قتل و غارت، ڈکیتی اور سنگین جرائم میں ملوث افراد نے کہیں نہ کہیں ضرور تعلیم حاصل کی ہے اور ان میں ہاورڈ، آکسفورڈ اور کیمبرج یونیورسٹیوں کے تعلیم یافتہ حضرات کی بھی ایک اچھی خاصی تعداد مل جائے گی لیکن کسی ڈاکو اور قاتل نے اگر آکسفورڈ میں تعلیم پائی ہے تو اس کے لئے یہ نہیں کہا جاتا اور نہ کہا جا سکتا ہے کہ آکسفورڈ یونیورسٹی میں ڈاکہ کی تعلیم دی جاتی ہے اور اگر کسی فوج سے بھاگے ہوئے افراد مجرموں کا گروہ بنا لیں تو ان کے لئے بھی اس فوج کو ذمہ دار قرار نہیں دیا جاتا۔ اس لئے چند افراد کی کارروائی کو دینی مدارس کے کھاتے میں ڈال کر دینی مدارس کے پورے نظام کو بدنام کرنے کی مہم حقائق کا منہ چڑانے کے مترادف ہے۔ خاص طور پر اس پس منظر میں کہ یہ بات طے ہے کہ دینی مدارس میں کسی قسم کی دہشت گردی کی تربیت نہیں دی جاتی اور ایسی کارروائی کرنے والوں نے یہ تربیت بہرحال کہیں اور سے حاصل کی ہے اور دہشت گردی کی تربیت کے اصل سرچشموں کا بہرحال سراغ لگانے کی ضرورت ہے۔

اس لیے ہم دنیا بھر کے انصاف پسند حلقوں اور افراد سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ دینی مدارس کے خلاف عالمی حلقوں اور میڈیا کے اس یک طرفہ پروپیگنڈے کا نوٹس لیں اور پرامن ماحول میں اسلامی تعلیمات سے نئی نسل کو روشناس کرانے والے اداروں کو اس جارحانہ اور معاندانہ پروپیگنڈے سے بچانے کے لئے اپنا کردار ادا کریں۔

پاکستان ایسا کن ٹوٹا پہلوان ہے جسے ہر واردات کے بعد تھانے طلب کیا جاتا ہے: بی بی سی

اسلام آباد (مانیٹرنگ ڈیسک) آج کے پاکستان کے عالمی امیج پر تبصرہ کرتے ہوئے بی بی سی نے کہا کہ سوویت یونین کو افغانستان سے نکالنے کے کام میں پاکستان اکیلا نہیں تھا۔ پاکستان صرف وسائل کی ترسیل اور دیکھ بھال کا ذمہ دار تھا۔ مالی بار مغرب اور اس کے تیل پیدا کرنے والے اتحادی ممالک نے اٹھا رکھا تھا بالخصوص مجاہدین کے سعودی عرب پر ایک امریکی ڈالر کے بدلے ایک پیٹرو ڈالر دینے کا وعدہ پابند رہا یعنی مجاہدین کو جہاد افغانستان جاری رکھنے کے لیے تقریباً دس سال اوسطاً چھ سو ملین ڈالر کی جو امداد میسر رہی' اس میں تین سو ملین امریکہ کے اور تین سو ملین سعودی عرب کے ڈالر تھے۔ مصر کی ذمہ داری یہ تھی کہ وہ اپنا متروک روسی ساختہ اسلحہ نقد قیمت پر سی آئی اے کے توسط سے افغان مجاہدین کو بھیجے تاکہ روسیوں کو یہ کہنے کا موقع نہ مل سکے کہ یہ انقلاب دشمن رجعت پسند کرائے کے امریکی ٹٹو ہیں۔ اس مد میں چین نے بھی اپنا متروک روسی ساختہ اسلحہ مجاہدین کو مہیا کیا۔ برطانوی انٹیلی جنس ایم آئی سکس کی ذمہ داری یہ تھی کہ وہ مجاہدین کو سوویت گن شپ ہیلی کاپٹر گرانے کے لیے کاندھے سے فائر کرنے والے بلو پائپ میزائل چلانے کی تربیت دے۔ بعد میں اس بلو پائپ کی جگہ امریکی ساختہ اسٹرنگر نے لے لی۔ (مطبوعہ: روزنامہ ''اسلام'' ملتان۔ ۲/اگست ۲۰۰۵ء)

شیخ راحیل احمد (جرمنی)

سات ستمبر......مرزائیت پنجرے اندر

سات ستمبر کے تاریخی دن کی اہمیت کیا ہے؟، سات ستمبر دراصل اس پہلی آواز کو خراج تحسین ہے جس نے اللہ کی دی ہوئی فراست سے مرزا غلام احمد قادیانی کے عزائم کو پہچانا اور ان کے دعووں اور ارادوں کے خلاف آواز اٹھائی۔ سات ستمبر اس پہلی آواز کے لیے جس نے مرزا صاحب کے مقاصد کو سمجھتے ہوئے بھی اس کی حمایت کی ایک لعنت کا دنیا و آخرت میں دائمی تمغہ ہے۔ سات ستمبر ان شہدائے ختم نبوت اور ان علمائے کرام اور ان غیور مسلمانوں کو خراج تحسین ہے جو عشق رسول ﷺ کے عشق میں ڈوب کر اس قافلے میں شریک ہوئے۔ سات ستمبر ان علمائے کرام کی کہانی ہے جنہوں نے اپنا اوڑھنا بچھونا، سونا جاگنا، غرضیکہ ہر لمحہ اس فتنہ کا پیچھا کرنے میں گزار دیا اور سات ستمبر غداروں اور دشمنان رسول کے بے نقاب ہونے کا نام بھی ہے اور سات ستمبر قانون کی بوتل میں قادیانی کفر کے جن کو بند کرنے کا بھی نام ہے اور سات ستمبر محمد مصطفیٰ ﷺ کا خاص ذکر خیر کرنے کا بھی دن ہے اور آپ ﷺ کے مقابلے میں جو بھی جھوٹا مدعی نبوت کھڑا ہونے کی کوشش کرے اس کے دجل اور فریب سے ایک دوسرے کو مطلع کر کے خود بھی بچنے اور دوسروں کو بھی بچانے کی کوشش کرنے کا خاص دن ہے اور جو اس گڑھے میں گر گئے ہیں۔ ان کو حکمت سے اس گڑھے سے نکلنے میں مدد دینے کا عہد کرنے کا دن ہے۔ امت مسلمہ کے اندر سے پیدا ہونے والوں میں سے جن لوگوں نے امت کے لیے گڑھے کھودے۔ ان سب کے سرخیل آج کے دور میں پیدا ہوئے اور وہ ''رئیس قادیان'' مرزا غلام احمد قادیانی ہیں، جن کے کھودے ہوئے گڑھے میں لاکھوں گر چکے ہیں۔ باوجود یہ کہ علمائے حق نے بڑی عرق ریزی اور محنت کے ساتھ اس گڑھے میں لوگوں کو گرنے سے بچانے کے لیے باڑھ تیار کی ہے مگر اس باڑھ کو صحیح طور پر نصب نہیں کیا گیا۔ اسی وجہ سے اس گڑھے میں گرنے والوں کو نہ صرف پوری طرح روکا نہیں جا سکا بلکہ باڑھ لگانے کا جو دوسرا مقصد تھا کہ گڑھے میں گرے ہوؤں کو باخبر کرنا کہ یہ باڑھ اس چیز کی نشاندہی کر رہی ہے کہ تم گڑھے میں گرے ہوئے ہو اور ہم تمہیں اس گڑھے سے باہر نکلنے میں مدد دینے کو تیار ہیں۔ یہ مقصد بھی کماحقہ حل نہیں کیا جا سکا۔ کیا محترم علمائے کرام و قائدین کرام آپس میں سر جوڑ کر بیٹھیں گے اور اس بات پر بھی غور کریں گے کہ آخر وہ کونسی وجوہات ہیں کہ اتنے بڑے پیمانے پر، اتنی دقیق عرق ریزیوں کے بعد بھی وہ نتائج کیوں حاصل نہیں ہو رہے جو اصولی طور پر حاصل ہونے چاہئیں۔ ہم اگر کفر کے متعلق کامیابی چاہتے ہیں تو ہمیں ان سوالوں پر غور کرنا ہوگا۔ صرف مغربی یا مشرقی سازشیں کہہ کر خاموش نہیں ہو جانا چاہیے۔ میں آپ کو اپنی مثال دیتا ہوں کہ مجھ سمیت کئی دوسرے سابق قادیانیوں کے اسلام کی طرف آنے میں کسی تنظیم کا کوئی حصہ نہیں جیسا کہ ایک موقر ہفت روزہ نے غلطی سے خیال ظاہر کیا ہے، نہ ہی اس سمت کوئی انسانی کوشش شامل تھی محض اللہ تعالیٰ نے معجزانہ رنگ میں میرے دل میں مرزا قادیانی کی کتابیں آنکھیں کھول کر پڑھنے کا خیال ڈالا اور اس طرح میرا دل کفر سے اسلام کی طرف پھیرا۔ اگر منظم

اور صحیح طریقے سے پیغام پہنچایا ہوتا تو میں شاید اتنی دیر کی بجائے بہت پہلے ہی اس طرف آ گیا ہوتا اور مجھے یقین ہے کہ ابھی بہت سے لوگ اس کفر سے باہر نکلنے کو تیار ہیں' اگر ان کی صحیح رہنمائی کی جائے۔ کیونکہ قادیانیت اسلام نہیں بلکہ کفر ہے جس نے بہروپیوں کی طرز پر اسلام کا لبادہ اوڑھا ہوا ہے اور دنیا میں اپنے آپ کو اسلام کے طور پر متعارف کراتے ہوئے دھوکا دہی اور بد دیانتی کے سارے ریکارڈ توڑ ڈالے ہیں۔ میرے نزدیک قادیانی کافر ہیں، لیکن کیا صرف میرے کہنے یا سمجھنے سے وہ کافر یا غیر مسلم ہو گئے؟ اگر میرے پاس اس بات کی دلیل ہے تو پھر میرا کہنا ٹھیک ہے؟ لیکن کونسی؟ میرے نزدیک قادیانی اس لیے کافر ہیں کہ اس مذہب کا بانی کافر تھا اور کافر کے کھڑے کئے ہوئے گروہ کو مسلمان نہیں قرار دیا جا سکتا۔ بانی جماعت احمدیہ مرزا غلام احمد قادیانی قرآن کی رو سے، حدیث کی رو سے، عمل کی رو سے، علم کی رو سے، تحریر کی رو سے، شرافت کی رو سے، صفائی کی رو سے، حلیہ کی رو سے، غرضیکہ کسی پہلو سے بھی مسلمان نہیں تھا بلکہ منکر رسول، محرف قرآن وحدیث، قاطع شرافت اور حریص مال و زر تھا جس نے مذہب کے نام پر نہ صرف ایک کامیاب دکان چلائی بلکہ لاکھوں مسلمانوں کو رسول کریم ﷺ کی شفاعت سے محروم کر کے جہنم کی طرف دھکیل دیا۔ میں صرف خالی خولی دعویٰ نہیں کر رہا بلکہ آپ کو اس بات کا ثبوت پیش کرتا ہوں۔ اس جگہ تفصیل ممکن نہیں اس لیے میں اپنی بات صرف چند مختصر دلائل سے پیش کرنے کی کوشش کروں گا۔

مرزا صاحب قرآن کی رو سے غلط

مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ اسے اللہ نے نبی بنا کر بھیجا ہے اور کبھی بروزی، کبھی ظلی، کبھی ناقص، اور کبھی غیر شرعی نبوت وغیرہ سے گزرتے ہوئے صرف کچھ دیر کے لیے شرعی نبوت پر اپنی گاڑی کو بریک لگاتے ہیں، کچھ وقت کے لیے اس لیے کہ مرزا جی کے ''ابھی میرے آگے جہاں اور بھی ہیں'' کے مصداق اور بھی میدان باقی تھے۔ خیر مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ ''شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کیے اور اپنی امت کے لیے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعت ہو گیا۔ پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں، کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی''۔ اربعین ۴، ر۔خ، ج ۱۷/ص ۴۳۵ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ جل شانہ کو تو علم تھا کہ آئندہ جعلی مدعی نبوت پیدا ہوں گے۔ اس لیے اس نے اپنی آخری کتاب قرآن مجید (شکر ہے کہ مرزا صاحب بھی اس کو آخری الہامی کتاب مان چکے ہیں) میں بالکل شروع میں ہی فرماتا ہے کہ ''**والّذینَ یؤمنونَ بمآ اُنزلَ الیکَ و مآ اُنزلَ من قبلک و بِا لآخرَةِ هُم یوقنون.** بقرۃ/۴، ترجمہ۔ اور جو تجھ پر نازل کیا گیا ہے یا جو تجھ سے پہلے نازل کیا گیا تھا۔ اس پر ایمان لاتے ہیں اور آخرت پر بھی وہ یقین کرتے ہیں''۔ اب آپ دیکھیں کہ اگر بعد میں کسی نبی نے آنا ہوتا تو اللہ تعالیٰ یہاں ہی یہ بھی کہہ دیتا کہ اور جو بعد میں نازل ہوگا۔ لیکن یہاں اور پورے قرآن کریم میں بعد میں کا کسی قسم کے نزول کا کوئی حکم یا پیشگوئی نہیں پاتے۔

مرزا صاحب حدیث کی رو سے غلط

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ''میری اور دوسرے انبیاء کی مثال ایسی ہے، جیسے کسی شخص نے گھر بنایا اور اسے بہت عمدہ اور آراستہ وپیراستہ بنایا مگر ایک زاویے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی۔ لوگ اس گھر کے اردگرد گھومتے اور اسے دیکھ دیکھ کر

خوش ہوتے اور کہتے کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ لگا دی گئی؟ حضور پاک ﷺ نے مزید فرمایا (قصر نبوت کی) یہ اینٹ میں ہوں۔ میں نے اس خالی جگہ کو پر کر دیا، قصر نبوت مجھ سے ہی مکمل ہوا اور میرے ساتھ ہی انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔ (بخاری، مسند احمد، نسائی، ترمذی، ابن عساکر)۔ اس کا مطلب ہے وہ ایک اینٹ جو رکھ دی گئی اس میں اب کوئی اینٹ نہ لگے گی اور نہ نکلے گی۔

مرزا صاحب شریعت کی رو سے غلط

شریعت کی رو سے ہم مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا نہ تو کسی کا بیٹا ہے اور نہ ہی کسی کا باپ لیکن مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ "انت منی بمنزلة ولدی ۔ترجمہ:۔تو مجھ سے بمنزلہ میرے فرزند کے ہے"۔ (روحانی خزائن جلد نمبر ۲۲، حقیقۃ الوحی، صفحہ ۸۹) یہ ایک بار نہیں بلکہ مختلف جگہ اور وقتوں میں دعوے ہیں۔

مثلاً دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ اللہ نے کہا "اسمع ولدی، اے میرے بیٹے سن"! البشریٰ جلد اول صفحہ ۴۹۔ پھر مرزا صاحب یہاں پر ہی نہیں رکتے بلکہ ان کی مالیخولیا کی بیماری ان کے قدم اور آگے کو بڑھاتی ہے اور اب دعویٰ یہ ہے کہ "میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں اور میرا اپنا کوئی ارادہ اور کوئی خیال اور کوئی عمل نہیں رہا اور میں ایک سوراخ دار برتن کی طرح ہو گیا ہوں یا اس شے کی طرح جسے کسی دوسری شے نے اپنی بغل میں دبا لیا...... (پورا ڈیڑھ صفحہ ہے اور آخر میں کیا فرماتے ہیں۔ ناقل) اور اُس حالت میں میں یوں کہہ رہا تھا کہ ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں۔ سو میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا جس میں کوئی ترتیب اور تفریق نہ تھی پھر میں نے منشاء حق کے موافق اس کی ترتیب و تفریق کی۔ اور میں دیکھتا تھا کہ میں اس کے خلق پر قادر ہوں۔ پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا اور کہا: انّ زیّنا السماء الدّنیا بمصابیح. پھر میں نے کہا اب ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کریں گے۔ صفحہ ۱۰۳، ۱۰۵، کتاب البریہ، جلد ۱۳، روحانی خزائن۔ میں نے ایک قادیانی کو کہا تو کہنے لگا کہ کشف ہے۔ میں نے کہا کہ اگر مرزا جی کشف نہ کہتے تو لوگ خدائی کا ثبوت مانگتے اور مرزا جی اتنے پاگل نہیں کہ اپنا نقصان کرتے بلکہ وہ اس پاگل کی طرح تھے جس کے بارے میں کہتے ہیں کہ گاما پاگل ہو گیا ہے، لوگوں کی پگڑیاں اتار کر گھر کے اندر پھینک رہا ہے لیکن وہ پھر بھی بھول گئے کہ ان کے مطابق نبی کا خواب/کشف سچا ہوتا ہے۔ اگر یہ سچ نہیں تو پھر بھی وہ نبی نہیں اور اگر سچ ہے تو پھر بھی نبی نہیں!

مرزا صاحب اخلاق کی رو سے غلط

میں قرآن کریم کے اس حوالے کو پیش کرتے ہوئے "قل لعبادی یقول التی ھی احسان الشیطان ینزغ بینھم ان الشیطان کان لانسان عدوّ مبین ۔یعنی اے رسول (ﷺ) میرے بندوں کو کہہ دیں کہ بات بہت ہی اچھی کہا کریں، سخت کلامی سے شیطان ان میں عداوت ڈلوا دے گا۔ بے شک شیطان انسان کا کھلا کھلا دشمن ہے"۔ اب میں سوال کرتا ہوں کہ آیا مرزا غلام احمد بانی جماعت قادیانیہ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے معیار پر پورے اترتے ہیں یا نہیں؟ ہر شریف اور انصاف پسند ایماندار آدمی کا ان کے دعووں کی وجہ سے یہی سوال ہوگا۔ حدیث شریف میں مروی ہے کہ رسول پاک ﷺ نے منافق کی نشانیوں میں سے ایک یہ نشانی بھی بتائی ہے کہ "جب کسی سے اس کا جھگڑا ہو جائے تو گالیاں دینے لگتا ہے"۔ اب

جوحوالے آپ کی خدمت میں پیش کروں گا' وہ اسی قسم کے ہیں۔ بانی جماعت احمد یہ فرماتے ہیں''میری دعوت سب نے قبول کی اور تصدیق کی ماسوائے کنجریوں کی اولاد نے''۔ روحانی خزائن جلد نمبر ۵، آئینہ کمالات اسلام، صفحہ ۵۴۷ و ۵۴۸۔ اصل عبارت عربی میں ہے۔ جماعت کے علماء کے سامنے جب یہ حوالہ پیش کیا جاتا ہے تو وہ اس کا ترجمہ بری یا بدکار عورتیں کرتے ہیں۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ صرف جماعت کے عام لٹریچر میں ہی نہیں بلکہ مرزا صاحب کی اپنی کتابوں میں بھی ایسی مثالیں ملتی ہیں جہاں وہی ترجمہ کیا گیا ہے جو ہم نے دیا ہے۔ حوالہ کے لیے رخ، ج۱۲، ص۲۳۲ و ۲۳۵ اور، رخ، ج۱۶، ص ۱۷۱ و ۴۲۷ دیکھیں۔ دوسری جگہ فرماتے ہیں''دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہوگئے۔ اوران کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں''۔ روحانی خزائن جلد نمبر ۱۴، نجم الہدیٰ، صفحہ ۵۳، مزید آئینہ کمالات اسلام میں فرماتے ہیں کہ ان کتابوں کو سب مسلمان محبت کی آنکھ سے دیکھتے ہیں اور ان کے حقائق ومعارف سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور زنا کار عورتوں کی اولاد کے سوا سب لوگ مجھے قبول کرتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ اس مجہول شخص کے نزدیک سوائے اس کے ماننے والوں کے سب حرام زادے ہوئے اور یہ گالی حرامی یا حرام زادہ یا ولد الحرام تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کی الہامی گالی ہے اوران کی کتابوں میں جگہ جگہ بکھری پڑی ہے۔

مرزا صاحب حلیہ کی رو سے غلط

سیرت مہدی مصنفہ مرزا بشیر احمد ابن مرزا غلام احمد صاحب کو پڑھو تو تمہیں پتہ چلے گا کہ رسول کریم ﷺ تو بیعت لیتے وقت بھی کسی عورت کے ہاتھ چھو جانے سے بھی سختی سے پرہیز فرماتے تھے اور یہ (نعوذ باللہ) بزعم خود محمد ثانی پوری پوری رات نا کتخدا لڑکیوں سے اور نامحرم عورتوں سے جسم دبواتا تھا اور خدمت کراتا تھا۔ رسول کریم ﷺ حسن صفائی وسلیقہ کا نمونہ تھے اور یہ صاحب سلوٹوں بھرے کپڑے و پگڑی، واسکٹ کے بٹن کوٹ کے کاج میں، کوٹ کے بٹن قمیص کے کاجوں میں اور قمیص کے بٹن کہیں اور اٹکے ہوئے، واسکٹ اور کوٹ پر تیل کے داغ، اور، جرابیں اس طرح پہنی ہوئی کہ ایڑی اوپر اور پنجہ آگے سے لٹکا ہوا، جوتے کا بایاں پاؤں دائیں میں اور دایاں پاؤں بائیں میں، ایڑی بٹھائی ہوئی اور جب چلے تو ٹھپ ٹھپ کی آواز آئے، وٹوانی کی مٹی کے ڈھیلے اور گڑ کی ڈلیاں ایک ہی جیب میں، (مزید تفصیل کے لیے سیرت مہدی مصنفہ مرزا بشیر احمد جلد اوّل دیکھئے) اپنے ایمان سے کہو کہ کیا نبی کا حلیہ ایسا ہی ہوتا ہے؟ ایسا تو ایک نارمل انسان کا بھی حلیہ نہیں ہوتا! اس حلیہ اور جھوٹی قسموں کے بل پر یہ دعویٰ کہ سب رسول میرے کرتے میں ہیں! سوچو کس کے پیچھے لگے ہوئے ہو۔ یہ حلیہ مرزا صاحب نے کاروباری طور پر بنایا ہوا تھا' لوگوں سے پیسہ اکٹھا کرنے کے لیے کہ لوگ کہیں کہ کس قدر سادہ انسان ہے اپنی ذات کے لیے اس کو کچھ بھی غرض نہیں جو دو گے اسلام کی خدمت پر لگائے گا لیکن ان سادہ لوحوں کو کیا پتا تھا کہ ان لوگوں کا پیسہ اسلام کے نام پر اکٹھا کر کے رسول کریم ﷺ کے اسلام پر نہیں بلکہ''اسلام پور ماجھیاں''(قادیان کا پہلا نام) والی رہن شدہ جائداد چھڑوائے گا اور اپنی بیوی کے زیور اور خاندان کی جائدادیں بنائے گا۔

مرزا صاحب عمل کی رو سے غلط

مرزا قادیانی نے پانچ ارکان اسلام کا بھی احترام نہیں کیا۔ مرزا قادیانی کے سالے میر محمد اسحٰق کا بیان ہے کہ انہوں

نے مرزا قادیانی کو کبھی زکوۃ دیتے نہیں دیکھا، حج پر نہیں گئے، زکوۃ کے لیے کہتے ہیں کہ صاحب نصاب نہیں تھے لیکن ان کی بیوی کے پاس ضرورت سے زیادہ رکھنے کے باوجود چار ہزار کا زیور اور ایک ہزار نقد نکل آتا ہے۔ مرزا قادیانی کا باغ (گورنمنٹ کو دھوکا دینے کے لیے) اپنے نام پر گروی رکھنے کے لیے۔ باقی اسی سے اندازہ لگالیں اور حج کے لیے مرزا صاحب سے سوال کیا گیا کہ آپ حج کو کیوں نہیں جاتے تو جواب آیا کہ ''اگر ہندوستان کے تمام علماء مجھے لکھ کر دے دیں کہ وہ میری بیعت کرلیں گے تو میں حج کرآتا ہوں''۔

بھائیو! میں نے وقت اور موقع کے لحاظ سے اختصار کے ساتھ چند نمونے پیش کرنے کی کوشش کی ہے ورنہ بقول شاعر:

کبھی فرصت میں سن لینا
بڑی ہے داستاں میری

مسلمانوں سے اپیل

میرے دوستو، میرے بھائیو، میرے بزرگو، میرے بزرگ علمائے کرام! وقت مختصر ہے ورنہ بیان کرنے کو بہت کچھ ہے، دعا سے بھی اور منصوبہ بندی کے ساتھ اس فتنہ کی خاندانی منصوبہ بندی کرو، منتشر اور اکیلے دوکیلے کا کام، بغیر کسی پلاننگ کے ہوتو وہ نتائج نہیں دیتا جو ہونے چاہئیں۔ جب آپ میدان میں اترنے سے پہلے صحیح منصوبہ بندی کے ساتھ اس میدان کی لمبائی چوڑائی، رکاوٹیں اور ایڈوانٹیج وغیرہ کا جائزہ لینے کے بعد اس میدان کو عبور کرنے کے لیے نکلیں گے تو آپ دیکھیں گے کہ تھوڑی سی منظّم کوشش بھی بہت دوررس نتائج پیدا کرے گی اور بڑی کامیابیاں لائے گی۔ لیکن اگر بغیر صحیح منصوبہ کے اترو گے تو نہ صرف کامیابی دور ہوگی بلکہ اپنا زادراہ بھی گنوا لوگے۔ لیکن ایک بات نہ بھولو کہ ۹۹ فیصد احمدی، اس جماعت میں مسلمانوں سے آئے ہیں یا ان کی اولادیں ہیں جو ہم نے واپس لانی ہیں۔ اس کے لیے ہمیں رسول کریم ﷺ کے اسوہ اور ان کے عطا کردہ حکمت کے اصولوں کا غور سے مطالعہ کرنا ہوگا اور ان پر عمل کرنا ہوگا اور انہی اصولوں کے تحت منصوبہ بندی کرنی ہوگی تب ہی کامیابی ہمارے قدم چومے گی اور میرے خیال میں رسول کریم ﷺ کا طریق غور وخوض، محبت اور صحیح موقع پر صحیح دلائل اور دعوے تھے اور سختی، بد زبانی، گالیاں، ہجو یا طعن وتشنیع نہیں تھے اور جو طریق رسول کریم ﷺ کے نہیں تھے وہ ہمارے بھی نہیں ہونے چاہئیں۔

احمدیوں سے اپیل

میرے سابق دوستو، جو احمدی کہلاتے ہو، تم نے مرزا صاحب کو نبی مانا ہے اسلام کی محبت میں، اور رسول ﷺ کی محبت میں، قرآن کی محبت میں، لیکن جب تم غور سے اپنے آپ کو غیر جانبدار کر کے مرزا صاحب کی تحریریں پڑھو گے تو تم محسوس کرو گے کہ کس طرح مرزا صاحب نے اسلام کے بنیادی اصولوں پر کلہاڑا چلایا ہے۔ دیکھو تمہاری ذمہ داری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی عقل استعمال کر کے صحیح اور غلط میں فرق کرو، کیونکہ اس وقت تمہارا یہ عذر نہیں سنا جائے گا کہ مجھے تو مولوی دوست محمد شاہد نے یہ کہا تھا، مجھے مرزا مسرور نے یہ کہا تھا، بلکہ اللہ تم سے پوچھے گا کہ جو عقل میں نے تمہیں عطا کی تھی اس کو استعمال کر کے تم نے کیا تحقیق کی۔ خدا کے لیے ایک بار مرزا قادیانی کی کتابوں کا غیر جانبداری سے جائزہ تو لو! تمہارے رونگٹے کھڑے ہو جائیں

گے۔ اگر تمہارے پاس سب یا کچھ کتابوں کا جائزہ لینے کے لیے وقت نہیں تو آؤ ہمارے علماء کی ایک دو کتابوں سے ہی حوالے لے کر اور پھر ان حوالوں کو آگے پیچھے دو دو صفحے بھی پڑھ کر دیکھ لو، پھر تمہیں خود ہی پتا چل جائے گا کہ جھوٹ کہاں ہے اور سچ کہاں ہے۔ صرف مرزا خاندان اور اس کے چیلوں چانٹوں کی سننے کی بجائے عقلمند اور باغیرت انسانوں کی طرح خود مطالعہ کر کے اپنے دین کا فیصلہ اپنے ہاتھ میں لو۔ دیکھو ان کا دعویٰ تھا کہ مسیح موعود تمہیں ۶ طوقوں سے نجات دینے آیا ہے، مجھے ایک بھی طوق جو مرزا صاحب کی تعلیم نے تمہارے گلے سے نکالا ہو کے بارے میں بتاؤ بلکہ مزید ستر طوق اس خاندان نے تمہارے اور تمہارے خاندانوں کے گلے میں ڈال دیئے ہیں۔ تمہارا بس تمہاری عورتوں پر نہیں وہ لجنہ کی لونڈیاں ہیں، چاہے وہ تمہاری ماں ہے، بہن ہے، بیوی ہے، بیٹی ہے۔ تمہارے بچے تمہارے نہیں وہ احمدیہ جماعت (دوسرے لفظوں میں خاندان مرزا) کے اطفال ہیں۔ تمہارے جوان بیٹے تمہارے نہیں، وہ خادم ہیں جماعت کے دوسرے لفظوں میں خاندان مرزا کے۔ اور وقار عمل کے نام پر بیگار کرتے ہیں اس بیگار میں کبھی مرزا خاندان کا کتا بھی تمہیں نظر آیا ہے؟ تمہارا بڑھاپا تمہارا اپنا نہیں، تم انصار ہو زبانی کہنے کو اللہ کے، مگر حقیقتاً مرزا خاندان کے، وہ جب چاہیں اس بڑھاپے میں بھی کسی بہانے تمہاری عزت اتار کر تمہارے ہاتھ میں پکڑا سکتے ہیں۔ تم کسی کے باپ نہیں بلکہ احمدی ہو اور اگر جماعت حکم دے تو تمہیں اپنے خاندان، اپنی بیوی اپنی اولاد کو چھوڑنا پڑتا ہے۔ تم کوئی چیز جماعت کی اجازت کے بغیر لکھ اور شائع نہیں کر سکتے۔ جماعت کے ملازم اگر پرائیویٹ بھی ایف اے، بی اے وغیرہ کرنا چاہیں تو جماعت کی اجازت کے بغیر نہیں کر سکتے۔ خود تمہارے خلیفہ ایک وقت میں چار چار بیویاں رکھتے ہیں اور ایک لمحہ بھی بیوی کے بغیر نہیں نکالتے مگر تمہارے واقفین زندگی کو برس ہا برس تک اکیلے دوسرے شہروں اور ملکوں میں، گزارنے پڑتے ہیں اور اس وجہ سے اکثر نئی نئی کہانیاں سامنے آتی ہیں۔ اس کی ایک مثال جو ابھی تازہ ہی ہے۔ تاجکستان میں تمہارے مربی کی کہانی ہے اور ایسی بے شمار مثالیں تمہاری جماعت کے اندر ہیں۔ تمہارا مال تمہارا اپنا نہیں اس پر پچاس سے زائد چندوں کا بوجھ لدا ہوا ہے۔ اس طرح چندوں کے نام پر تمہارے مال پر جگا ٹیکس لگا دیا ہوا ہے۔ کیا اس جگا ٹیکس کے بعد تمہارے پاس اپنے والدین اور عزو اقربا کے لیے بھی کچھ بچتا ہے؟ حالانکہ قرآن نے تمہارے مالوں پر سب سے پہلے جن کا حق بتایا ہے وہ والدین اور اعزہ واقربا ہی ہیں؟ تمہاری جائداد تمہاری نہیں اس پر وصیت کے نام سے جنت میں جانے کے لیے اس خاندان نے اپنا ٹکٹ لگا رکھا ہے لیکن مرزا صاحب کا اپنا خاندان اس جنت کے لیے کسی قسم کی ادائیگی سے مستثنیٰ ہے۔ یہ تمہارا کھاتے ہیں اور تمہی پر غراتے ہیں!! تمہارے وقت پر دین کی خدمت کے نام سے کٹوتی رکھی ہے۔ انہوں نے تمہارے ہفتہ وار چھٹیوں کے دن اجلاسوں کے نام سے غصب کر لے ہیں، تمہاری سالانہ چھٹیوں پر وقف عارضی نامی گدھا لادا ہوا ہے، بچوں کی چھٹیوں کو تربیتی کلاسوں کے نام پر یرغمال بنایا ہوا ہے۔ انہوں نے تمہاری شادیوں پر تمہارے اپنے خوشی کے گیت چھین کر مرزا غلام احمد قادیانی کے اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کی جن کی ہڈیاں بھی گل گئی ہیں' کی آمین تم پر منڈھ دی ہیں۔ سود جس کو اسلام نے ماں کے ساتھ زنا کے برابر قرار دیا ہے' اس کے لیے تمہیں کہتے ہیں کہ وصول تم کرو اور پھر ان کو دے دو اسلام کے نام پر، رنڈیوں کے مال

ہیں تو وہ بھی اس خاندان نے اپنے لیے حلال کیے ہوئے ہیں۔

سوچو! جس خاندان کی حالت ایک کمتر درجے کے زمیندار کی ہوگئی تھی، جن کی جائدادوں پر قیمت سے زیادہ قرضہ تھا نہ صرف وہ واگزار ہوگئیں بلکہ مزید اربوں کی جائدادیں بن گئیں۔ حالانکہ یہ لوگ کوئی کام نہیں کرتے، یہ جائدادیں کہاں سے بنیں؟ ربوہ میں تمہاری زمینیں تمہاری اپنی نہیں، کیا بھول گئے ہو کہ کچھ عرصہ قبل ربوہ کے تمام باسی ان کے مزارعے تھے (ویسے ابھی بھی زیادہ فرق نہیں پڑا) اور اس خاندان کے "شکرے" اور "شکریاں" جس کو چاہتے تھے شکار کرتے تھے اور اس کے بعد الٹا تم کو ہی مجرم ٹھہرایا جاتا تھا۔ تم تو ان کے مزارعے تھے لیکن کیا اردگرد کی بستیوں والے ان سے نہیں ڈرتے تھے؟ کیا کسی زمیندار کو گھوڑی پر بیٹھ کر ربوہ سے گزرنے، غیر احمدی کو قیام کرنے، جائداد بنانے یا کاروبار کرنے کی اجازت تھی؟ کیا مسلمانوں کی عبادت کے لیے کوئی جگہ تھی؟ کیا پولیس جماعت کی اجازت کے بغیر کسی کا کوئی بھی کیس لے سکتی تھی؟ کیا مسلمانوں کو اپنے عقیدے کے مطابق اسلام کی تشریح کی اس شہر میں اجازت تھی؟ کیا مسلمانوں کو اپنے مردے احمدیوں والے قبرستان میں دفن کرنے کی اجازت تھی؟ مسلمانوں کو تو چھوڑو کیا تمہیں اپنے بزرگوں کی قبروں پر کتبے کی تحریر اور اس کو نصب کرنے کی منظوری ابھی تک جماعت سے لینی نہیں پڑتی؟ تم تو اپنی قبروں کے کتبے تک بھی جماعتی منظوری سے اس لیے لکھنے پر مجبور ہو کہ مرزا خاندان کو ڈر ہے کہیں تم اپنے بزرگوں کی بزرگی کا ذکر خاندان مرزا شاہی سے زیادہ نہ کر دو کیونکہ اس طرح خاندان مرزا کے مُردوں کی توہین ہوتی ہے کہ ان کے قریب دوسری قبر کے کتبے اگر بہتر لکھے ہوں! مجھے بتاؤ کہ ایک بھی فائدہ تمہیں اس دنیا میں ان کو ماننے سے حاصل ہوا؟ اور جب تم ان کی تعلیمات کا جائزہ لوگے اپنی دل کی آنکھیں کھول کر ان کی کتابوں کو دیکھوگے تو پاگلوں کی طرح چیخیں مارو گے کہ دنیا تو گئی ہی تھی مرزا جی کے پیچھے لگ کر عاقبت بھی گئی۔

احمدیو! محمد رسول اللہ ﷺ کے نام پر تمہارے ذہنوں کو محمد ﷺ سے دور اور مرزا جی کو تمہارے دماغوں میں بٹھایا جارہا ہے۔ اسلام کے نام پر ایک تحریف شدہ مذہب تمہارے سر منڈھا جارہا ہے۔ دین کی خدمت کے نام پر تمہیں ایک خاندان کا غلام بنا دیا گیا ہے۔ تمہیں انصاف دینے کے نام پر ایک "محکمہ قضاء" بنایا گیا ہے جو کمزوروں کے لیے "محکمہ سزا" بن گیا ہے اور اثر رسوخ والوں کے لیے "محکمہ جزاء" بن چکا ہے۔ ایک گسٹاپو "دفتر امور عامہ" کے نام پر تمہارے سروں پر مسلط کر کے تمہیں ہی نہیں بلکہ تمہاری آئندہ کئی نسلوں کو بھی ڈرانے اور خوفزدہ رکھنے کا کام دے رہا ہے۔ ہوش کرو بھائیو! کس کو نبی مان رہے ہو؟ کن مذہبی ٹھگوں کے ہاتھوں میں کھیل رہے ہو؟ یہ تو بنارسی ٹھگوں کے بھی کان کاٹتے ہیں۔ خدا تمہیں اس گڑھے سے باہر نکال لائے، باقیوں کو جو باہر ہیں اس میں گرنے سے بچائے، آمین۔ اور جو لوگ آج اس مادی دور میں اپنی ضروریات اور فوائد کو نظر انداز کر کے ختم نبوت کا جھنڈا اٹھائے ہوئے ہیں اور کسی بھی رنگ میں خدا کی دی ہوئی توفیق سے اس سمت میں کام کر رہے ہیں، وہ اور ان کے افراد خاندان آپ کی دعاؤں کے، آپ کے تعاون کے مستحق ہیں۔

محمد متین خالد

ایک مظلوم بیٹی کی دردناک داستان

یہ صرف ثوبیہ کی ہی کہانی نہیں بلکہ آپ کو اس معاشرہ میں ثوبیہ ایسی بے شمار مظلوم لڑکیاں اس سے ملتی جلتی المناک کہانیاں سناتی نظر آئیں گی۔ یہ بیچاریاں آئے دن قادیانیوں کے ہم رنگ زمین دام میں پھنس کر ان کے اذیت ناک مظالم کا نشانہ بن رہی ہیں۔ دھوکہ دہی ایک ایسا قبیح جرم ہے جو دنیا کے تمام مذاہب میں ممنوع اور قابل نفریں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دھوکہ باز کو ہر مہذب معاشرے میں ناپسندیدہ نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ موجودہ دور میں فتنہ قادیانیت، دھوکہ دہی کا دوسرا نام ہے۔ قادیانیوں کا مقصد حیات ہی اسلام کے نام پر بھولے بھالے لوگوں کو دھوکہ دے کر ان کے ایمان کی شمع گل کرنا اور انہیں مرتد کر کے اپنے حلقہ میں شامل کرنا ہے۔ اس مذموم مقصد کو حاصل کرنے کے لیے قادیانی کئی ذرائع اختیار کرتے ہیں جن میں سر فہرست مسلمان لڑکیوں سے شادی کرنے کے بعد انہیں بلیک میل کر کے قادیانی بنانا ہے۔ بعض بدقسمت لڑکیاں قادیانیوں کے اس سنہری جال میں پھنس کر ارتداد اختیار کر لیتی ہیں جبکہ بعض خوش نصیب لڑکیاں ہر قسم کے لالچ اور تحریص و ترغیب کو ٹھکرا کر اپنے متاعِ ایمان کو بچا لیتی ہیں۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ ان کے اس اقدام سے انہیں مستقبل میں بے پناہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ثوبیہ ایسی ہی خوش نصیب مگر مظلوم مسلمان لڑکیوں میں سے ایک ہے۔ آیئے ثوبیہ کی کہانی خود ثوبیہ کی اپنی زبانی سنتے ہیں۔

''میرا نام ثوبیہ عمر ہے۔ اس وقت میری عمر ۲۷ سال ہے۔ میں اس وقت اپنے والدین کے ہمراہ گلشن راوی لاہور (پاکستان) میں مقیم ہوں۔ میں نے ۲۰۰۱ء میں مقامی کالج سے بی۔ اے کیا۔ یہاں میری چند لڑکیوں سے دوستی ہو گئی۔ ان میں سے ایک لڑکی حمیرا کے ساتھ چند ہی دنوں میں میری بے تکلفی ہو گئی اور آہستہ آہستہ یہ بے تکلفی گہری دوستی میں بدل گئی۔ اس نے ہمارے گھر آنا جانا شروع کر دیا۔ ٹیلی فون بھی باقاعدگی سے ہونے لگے۔ عید اور دیگر تہواروں پر تحائف کا تبادلہ ہوتا اور اکٹھے کھانا کھایا جاتا۔ چند سالوں بعد حمیرہ نے اچانک اپنی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے کہا ''ہم آپ کو اپنی بھابھی بنانا چاہتے ہیں'' میں نے جواباً اسے کہا کہ میں اپنے والدین کی مرضی اور خواہش کے بغیر کوئی فیصلہ نہیں کر سکتی۔ اس سلسلہ میں آپ میرے والدین سے رابطہ کریں۔ چند دنوں بعد حمیرہ کے والدین ہمارے گھر آ گئے اور اپنے بیٹے عمران احمد کے لیے میرے والدین سے میرا رشتہ مانگا، میرے والدین نہایت شریف النفس اور سادہ مزاج ہیں، بالخصوص دنیا داری کے معاملات سے تو وہ قطعی نابلد ہیں۔ میرے والدین نے اس خاندان کے گزشتہ ایک سال کے معاملات اور رویوں کے پیش نظر ان پر اندھا دھند اعتماد کرتے ہوئے چھان بین اور مشورہ کے بغیر ہاں کر دی۔ اس طرح ۲۲ رفروری ۲۰۰۳ء کو میری شادی عمران احمد سے ہو گئی۔ قیمتی جہیز کے علاوہ شادی اس دھوم دھام سے ہوئی کہ خود سسرال والوں کے رشتے دار حیران رہ گئے۔

شادی کے چند ماہ بعد جب میں امید سے تھی تو عمران مجھے اپنے رشتے داروں سے ملوانے کے لیے ربوہ (موجودہ

چناب نگر) لے گئے۔ جہاں سسرالی خواتین نے مجھ سے کئی ایک جارحانہ سوالات کیے چونکہ میرا کوئی مطالعہ نہ تھا، اس لیے میں ان کے تلبیسی سوالات کے جوابات نہ دے سکی اور خاموش رہی۔ اسے میری لاعلمی سمجھئے یا نالائقی، میں پھر بھی ان کی چال نہ سمجھ سکی کہ یہ لوگ مجھے کس دلدل میں پھینکنا چاہتے ہیں؟ اسی طرح میری سسرال والے اکثر مجھے "Trump Card" کہتے اور قہقہے لگاتے۔ میں کبھی غور نہ کیا کہ اس کے کیا معنی ہیں اور وہ مجھے کیوں ایسا کہتے ہیں؟

۲۰۰۴ء میں میرے ہاں بیٹی پیدا ہوئی۔ سوائے عمران کے ان کے گھر کا کوئی فرد اس بچی کو دیکھنے کے لیے نہ آیا۔ ڈیڑھ ماہ بعد میں اپنے سسرال آ گئی۔ عمران کے گھر میں جہاں میری ساس اور دیور بھی رہتے تھے، ہر جمعہ کو باقاعدگی سے قادیانی ٹی وی چینل MTA بڑے اہتمام سے دیکھا جاتا۔ قادیانی جماعت کا خلیفہ مرزا مسرور تقریریں کرتا اور اپنے پیروکاروں کو مختلف ہدایات دیتا۔ اس وقت مجھے قادیانیوں کے عقائد وعزائم کے بارے کچھ علم نہ تھا بہر طور میں ان کے ساتھ شامل نہ ہوتی بلکہ اپنے کمرے میں علیحدہ نماز پڑھتی اور قرآن کی تلاوت کرتی۔ میری اس حرکت کا میری ساس نے بے حد برا منایا۔ اس کا رویہ مجھ سے بے حد ظالمانہ اور وحشیانہ ہو گیا۔ بات بات پر ٹوکنا، کھانوں میں بلاوجہ نقص نکالنا، عمران کے سامنے میری جھوٹی شکایات لگانا، میرے ماں باپ کو برا بھلا کہنا، عجیب وغریب گھٹیا طعنے دینا اور کسی چیز کو ہاتھ نہ لگانے دینا اس کا روزمرہ کا معمول بن گیا۔ ایک دفعہ میری بیٹی دودھ کے لیے بلک رہی تھی۔ میں فریج سے دودھ نکالنے گئی تو ساس نے میرا ہاتھ روک لیا اور کہا کہ دودھ کے لیے اپنے باپ سے پیسے لاؤ۔ میں نے عمران کو فون کرنے کی کوشش کی تو اس نے میرے ہاتھ سے فون چھین لیا اور کہا کہ باہر جا کر PCO سے فون کرو۔ رات دیر گئے عمران گھر واپس آیا تو میری ساس نے ڈرامہ کرتے ہوئے رو رو کر میرے خلاف فرضی اور من گھڑت جھوٹی شکایات کا انبار لگا دیا جس پر عمران طیش میں آ گیا اور میری بات سنے بغیر مجھے برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ اگلے دن صبح عمران اپنے کام پر چلا گیا میں کچن میں سب گھر والوں کے لیے ناشتہ بنا رہی تھی۔ اچانک میری ساس دبے قدموں کچن میں داخل ہوئی اور پیچھے سے میرے کپڑوں کو آگ لگا دی جس سے میں گھبرا گئی اور بڑی مشکل سے آگ بجھائی۔ میری گھبراہٹ اور پریشانی پر سب گھر والے شیطانی قہقہے لگانے لگے۔ اس پر میں نے فوری طور پر عمران کو کام سے واپس بلایا اور سارا معاملہ اس کے سامنے رکھا۔ میری ساس نے جھوٹی قسمیں کھا کر کہا کہ ایسا کسی نے نہیں کیا بلکہ یہ محض غلط فہمی کا نتیجہ ہے۔ اس دن کے بعد میں اس گھر میں خوف زدہ رہنے لگی۔ عمران کا کاروبار تسلی بخش نہ تھا۔ وہ اپنے کاروبار کے سلسلہ میں پریشان رہتا۔ ایک دن میں نے اس کے رویہ میں بے حد تبدیلی دیکھی۔ وہ گھنٹوں میرے پاس بیٹھا رہا۔ شام کو باہر سیر کے لیے پارک میں لے گیا اور رات کا کھانا ایک ہوٹل میں کھلایا۔ دوسرے دن وہ میرے لیے ایک قیمتی سوٹ لے کر آیا۔ میں اس کے رویہ پر بے حد حیران ہوئی۔ میرے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ وہ مجھ سے بے حد پیار کرتا ہے اور جو بھی غلط فہمیاں تھیں وہ سب دور ہو گئی ہیں۔ میں اس کی ان باتوں پر بے حد خوش ہوئی اور مجھے یوں محسوس ہوا جیسے مجھے نئی زندگی مل گئی ہے۔ چند روز بعد عمران نے مجھے کہا کہ وہ کاروبار کے سلسلہ میں بے حد پریشان ہے' لہٰذا میں اس کی مدد کروں۔ میں نے اس سے پوچھا کہ میں اس کی کیا مدد کر سکتی ہوں۔ اس نے فوراً کہا کہ تم اپنے باپ سے فوری طور پر ۱۰ لاکھ روپے لے کر آؤ تاکہ میں کاروبار کر سکوں۔ میں نے اسے کہا کہ میرے والدین

مجھے اتنی زیادہ رقم نہ دے سکیں گی۔ کیونکہ ایک تو ان کے پاس اتنی رقم نہیں اور دوسرے ابھی میری دو بہنیں اور ہیں جن کی شادی ہونا باقی ہے۔ لہٰذا اتنی رقم لانا میرے لیے ناممکن ہے۔ میری بات سن کر عمران غصے سے پاگل ہو گیا اور یہ جانتے ہوئے بھی کہ میں امید سے ہوں، گھر میں پڑے پلاسٹک کے سخت پائپ کے ساتھ زدوکوب کرنے لگا۔ میں کمزور اور نازک اندام لڑکی ہوں۔ اس وحشیانہ پٹائی سے میں بے ہوش ہو گی۔ اتفاق سے رات کو میرے والدین کا فون آیا تو انہوں نے میری کراہتی آواز سے اندازہ لگایا کہ کچھ گڑبڑ ہے۔ وہ فوری طور پر آئے اور میرے سسرال والوں کو کچھ کہے بغیر مجھے اپنے ساتھ لے گئے۔ گھر میں آکر میں نے انہیں سارا ماجرا سنایا اور تخلیہ میں اپنی والدہ کو اپنے جسم پر زخموں کے تازہ نشانات دکھائے۔ میرے پورے جسم پر نیل پڑ چکے تھے۔ اور جسم کا ہر حصہ شدید درد کر رہا تھا۔ ہمارے قریبی رشتے داروں کو اس واقعہ کا علم ہوا تو انہوں نے ہمیں ہسپتال سے تشدد کا سرٹیفکیٹ لا کر تھانے جا کر مقدمہ درج کروانے کا مشورہ دیا۔ مگر میرے والد صاحب نے اس مشورہ پر عمل نہ کیا اور معاملہ خدا پر چھوڑ دیا۔ دو ماہ تک عمران اور ان کے گھر والوں نے مجھ سے مکمل قطع تعلق کئے رکھا۔ ایک دن صبح کے وقت انہوں نے مجھے فون کیا اور اپنے رویہ پر شرمندگی کا اظہار کرتے ہوئے معذرت کی اور کہا کہ آئندہ ایسا واقعہ کبھی نہ ہوگا۔ تم فوراً گھر واپس آجاؤ۔ شام کو عمران موٹر سائیکل پر مجھے لینے گھر آ گیا میرے والدین کی وسیع الظرفی اور کشادہ دلی دیکھیئے کہ انہوں نے میرا مستقبل بچانے کے لیے عمران سے کوئی شکایت کی اور نہ شکوہ۔ بلکہ اسے بڑا پر تکلف کھانا کھلایا اور کہا کہ یہ تمہاری امانت ہے، تم اسے لے جاسکتے ہو۔ میں دوبارہ اپنے سسرال آ گئی چند ہفتے عمران کا رویہ میرے ساتھ ہمدردانہ رہا۔ پھر رفتہ رفتہ ان کے رویہ میں حسبِ معمول تبدیلی آ گئی اور ایک دن غصے سے کہنے لگے کہ اگر تم اپنے والد سے دس لاکھ روپے نہ لائی تو میں تمہیں طلاق دے دوں گا۔ میں یہ سن کر لرز گئی۔ میرا دل ڈوب گیا۔ آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔ کچھ دیر بعد ہوش آئی تو دیر تک سمجھ نہ پائی کہ کیا کروں۔ طلاق کی دھمکی کے الفاظ کانوں میں مسلسل گونج رہے تھے۔ اسی دوران عمران نے ہمارے گھر پر قبضہ کرنے کے لیے ایک چال چلی کہ اپنا نیا شناختی کارڈ بنوایا اور ہمارے علم میں لائے بغیر اپنا مستقل پتہ میرے والدین کے گھر کا دے دیا۔ میرے والد صاحب کو عمران کی یہ حرکت بہت بری لگی لیکن وہ مصلحت کے تحت خاموش رہے۔

چند دنوں بعد عمران نے مجھے کہا کہ میرا تعلق قادیانی جماعت سے ہے اور اگر تمہیں میرے ساتھ رہنا ہے تو تمہیں قادیانیت اختیار کرنا پڑے گی۔ یہ سن کر ایک دفعہ پھر میرے جسم پر لرزہ طاری ہو گیا۔ یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے میرے سر پر ہتھوڑا مار دیا ہو۔ میں نے بڑی مشکل سے اپنے حواس پر قابو پایا اور فیصلہ کیا کہ اب میں عمران کے ساتھ کبھی نہ رہوں گی۔ اس نے مجھے دھوکہ دے کر میرے ساتھ شادی کی۔ قادیانی مذہب جھوٹا اور اسلام کے خلاف ایک بھیانک سازش ہے۔ میں نے عمران سے کہا کہ تم نے میرے ساتھ دھوکہ کیا اور اب میری مجبوری سے ناجائز فائدہ اٹھا کر میرے ایمان پر ڈاکہ ڈالنا چاہتے ہو۔ میں کسی قیمت پر اپنے ایمان کا سودا نہیں کروں گی۔ میری اس جرأت پر عمران نے مجھے گندی گالیاں دینا شروع کر دیں اور تھپڑوں اور گھونسوں سے مجھ پر تشدد شروع کر دیا۔ میں روتی اور چلاتی رہی مگر وہاں موجود کوئی شخص میری مدد کو نہ آیا۔ اس نے مار مار کر مجھے ادھ موا کر دیا۔ کچھ دیر بعد مجھے ہوش آیا تو میں نے اپنے والد کو فون کیا اور کہا کہ مجھے فوری طور پر یہاں سے لے جائیں

ورنہ یہ لوگ مجھے قتل کر دیں گے۔ میرے والد فوراً آ گئے اور مجھے اپنے ساتھ لے گئے اب حالات اس رخ پر تھے کہ کسی مصالحت کی گنجائش نہ تھی۔ یہ ایمان و کفر کا معاملہ تھا میں نے اپنے گھر والوں کو ساری روداد سنائی اور کہا کہ ایک مشرقی لڑکی ہونے کے ناتے میں اپنے خاوند کی ہر جائز و ناجائز بات اور زیادتی برداشت کر سکتی ہوں مگر اپنے قیمتی ایمان کا سودا نہیں کر سکتی۔ اب میں عمران کے ساتھ نہیں رہ سکتی۔ لہٰذا میں اس سے خلع لینا چاہتی ہوں۔

میرے والدین ختم نبوت کے حوالہ سے بڑے حساس ہیں۔ انہوں نے نہ صرف میرے اس فیصلہ کی تائید کی بلکہ ہر مشکل میں میرا بھرپور ساتھ دینے کا عزم کیا۔ میں ۸ستمبر۲۰۰۴ء کو عدالت میں خلع کے لیے درخواست دائر کر دی۔ عدالت نے اپنے فیصلہ میں تسلیم کیا کہ عمران احمد نے مجھے ذہنی، روحانی اور جسمانی تشدد کا نشانہ بنایا، یوں عدالت نے ۲۳نومبر۲۰۰۴ء کو خلع کی ڈگری میرے حق میں جاری کر کے مجھے عمران کے چنگل سے آزاد کرا دیا۔ آج کل میں اپنے والدین کے گھر ایک مطلقہ کی حیثیت سے رہ رہی ہوں۔ عدالت سے خلع کا فیصلہ ہو جانے کے باوجود عمران آئے روز گھر فون کر کے جان سے مار دینے، بچیاں اغواء کر لینے، چہرے پر تیزاب پھینک دینے اور گھر کو آگ لگا دینے کی دھمکیاں دیتا ہے۔ فون کی گھنٹی بجتی ہے تو سب گھر والے سہم جاتے ہیں۔ ہم گھر سے باہر سودا سلف لاتے ہوئے گھبراتے ہیں۔ میں گھر میں مقید ہو کر رہ گئی ہوں۔ اغواء کے خوف سے گھر سے بہر قدم نکالنے کا سوچ بھی نہیں سکتی۔ خوف اور پریشانی کی وجہ سے ہماری زندگی اجیران ہو کر رہ گئی ہے۔ میرے والد صاحب اعصابی طور پر بے حد کمزور ہو گئے ہیں۔ ہمارا کوئی پرسان حال نہیں۔ میرا مستقبل تباہ ہو گیا ہے۔ میں نفسیاتی مریضہ بنتی جا رہی ہوں۔ اگر خودکشی حرام نہ ہوتی تو شائد میں یہ قدم اٹھا چکی ہوتی۔ خدارا ہماری مدد کیجئے! ورنہ میں روز قیامت پیارے آقا و مولا حضور خاتم النبیین ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر ہر صاحب اختیار مسلمان کی شکایت کروں گی کہ انہوں نے مجھے ایک قادیانی کے ظلم و ستم سے بچانے کی کوئی کوشش نہ کی۔''

قارئین محترم! یہ تھی ثوبیہ کی اذیت ناک اور درد بھری کہانی، جس کا ایک ایک لفظ حکمرانوں کی روشن خیالی اور مسلمانوں کی بے حسی پر ہتھوڑے برسا کر ان کی غیرت و حمیت کو جگا رہا ہے۔ ٹھہریئے! ایک لمحہ کے لیے سوچیے، غور کیجیے! اگر ثوبیہ میری یا آپ کی بیٹی ہوتی تو ہمارا ردِعمل کیا ہوتا؟ ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے کیا ثوبیہ ہماری اخلاقی مدد کی بھی مستحق نہیں ہے؟ ثوبیہ عمر خدانخواستہ اگر عیسائی، ہندو یا قادیانی ہوتی اور اس پر اتنا ظلم و تشدد اور زیادتی ہوتی تو ہماری فارن فنڈ ڈاین جی اوز آسمان سر پر اٹھا لیتیں لیکن ان کے نزدیک ثوبیہ کا جرم محض یہ ہے کہ وہ ایک مسلمان ہے۔ کاش آج کے دور میں محمد بن قاسم یا غازی علم الدین شہید زندہ ہوتے تو ایک مسلمان بچی کو یہ دن نہ دیکھنے پڑتے۔ دنیا بھر میں پھیلے ہوئے سوا ارب مسلمانوں میں سے کوئی ہے جو ثوبیہ کو خودکشی کا مرتکب ہونے سے روک سکے۔ اس کے آنسو پونچھ سکے اس کے زخموں پر مرہم رکھ سکے۔

اگر کوئی صاحب ثوبیہ کی اخلاقی مدد کرنا چاہیں تو وہ ان کے والد صاحب کے ای میل ایڈریس پر رابطہ کر سکتے ہیں

umar1945@hotmail.com

مولانا محمد مغیرہ
خطیب مسجد احرار، چناب نگر

التحقیق المزید علی تنقید غیر مفید

قارئین محترم! ربیع الاوّل ۱۴۲۴ھ مطابق مئی ۲۰۰۳ء ''نقیبِ ختم نبوت'' ملتان کے شمارہ میں ص ۶۱ پر مولانا عبدالغنی جاجروی مرحوم کے افادات پر مشتمل کتاب اسعد المفاتیح (فی حل مشکوٰۃ المصابیح۔ جس کو مرحوم کے فرزند مولانا محمد یوسف جاجروی نے مرتب کیا) پر تبصرہ کرتے ہوئے تحریر کیا تھا کہ:

ایک بات مرتب (مولانا محمد یوسف جاجروی) سے بڑے ادب کے ساتھ کہ "البحث الثالث فی کیفیت عذاب القبر'' میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی روایت ان العبد اذا وضع فی قبرہ وتولّٰی عنہ اصحابہ انہ یسمع قرع نعالھم کے ضمن میں فائدہ کے تحت آپ کا فرمانا کہ (عدم سماع پر) قرآن مقدس کے اندر نص قطعی آچکی ہے۔ وماانت بمسمع من فی القبور آپ کا اس آیت کو عدم سماع پر نص قطعی کہنا خلاف حقیقت اور نامناسب ہے کیونکہ کسی مسئلہ پر قرآن میں نص قطعی کا ہونا واضح دلیل ہے کہ اس کے خلاف مؤقف بہرصورت حرام یا کفر ہے جبکہ امت کا ایک مضبوط طبقہ سماع موتی کا قائل ہے۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع نے ''معارف القرآن'' میں اس آیت کے تحت یوں لکھا ہے کہ سماع موتی سے اس آیت کا کوئی تعلق نہیں۔ یہ مسئلہ اپنی جگہ مستقل ہے کہ مردے زندوں کا کلام سنتے ہیں یا نہیں۔

یعنی سماع وعدم سماع کا اس آیت سے کوئی تعلق نہیں جبکہ آنجناب نے اس کو عدم سماع پر نص قطعی قرار دیا ہے توقع ہے فاضل مرتب اس جسارت کو بطیّب خاطر قبول فرمائیں گے۔

اس تبصرہ پر مولانا محمد یوسف جاجروی مرتب کتاب کی طرف سے تو کوئی بات سننے میں نہیں آئی کہ انہوں نے میری گزارش کو قبولیت سے نوازا یا نہیں۔ لیکن گجرات سے ''نغمہ توحید'' اور راولپنڈی سے ''تعلیم القرآن'' نے کچھ زیادہ ہی محسوس فرما لیا۔ میرا مقصد کسی کی دل آزاری نہیں تھا مگر نامعلوم کیوں انہیں ناگواری ہوئی اور بیک وقت و یک زبان دونوں جریدوں نے کتاب اسعد المفاتیح پر کیے ہوئے تبصرہ پر ناگواری کا اظہار فرمایا اور ''التحقیق والتنقید عدم سماع پر نصِ قطعی ہے یا نہیں'' کے دو عنوان قائم کر کے تین قسطوں میں میرے کیے ہوئے تبصرہ کے رد میں مضمون شائع کیا۔ واضح رہے کہ گجرات کے ''نغمہ توحید'' اور راولپنڈی کے ''تعلیم القرآن'' میں عنوان اور اس کی ذیلی تحریر ایک جیسی تھی کسی قسم کی لفظی کمی وبیشی اتار چڑھاؤ میں کوئی فرق نہیں تھا۔ من وعن ایک جیسی تحریر تھی مگر ''نغمۂ توحید'' نے مولانا عبدالرحیم نظامی جبکہ راولپنڈی کے ''تعلیم القرآن'' میں مضمون ابوذکوان خاں سے منسوب تھا' ہوسکتا ہے محترم مولانا عبدالرحیم نظامی کی ابوذکوان کنیت ہو یا نظامی صاحب کا قلمی نام ہو تاہم ایسا کیوں کیا گیا ''نغمۂ توحید''، ''تعلیم القرآن'' یا خود مولانا نظامی اس کو صحیح بتا سکتے ہیں۔ ہمیں اس میں فضول پڑنے کی چنداں

ضرورت نہیں۔ بہر حال مضمون بڑا زبردست اور بھرپور تھا۔ تابڑتور حملے چیلنج اور طاقت کا زبردست مظاہرہ تھا۔ ایسے محسوس ہوتا تھا کہ ترکش میں جتنے تیر تھے سب کے سب برسا دیئے گئے کہ شاید پھر موقع نہ ملے اور اگر کوئی تیر از راہ انسانی ہمدردی انہوں نے نہیں برسایا تو اس پر ان کے ممنون ہیں۔ بہر حال جو کچھ انہوں نے تحریر فرمایا' ان کا حق تھا۔ جمہوری دور ہے ہر آدمی کو اپنے حق کے اظہار کی مکمل آزادی ہے مگر اتنی بات ضرور ہے کہ بڑے آدمی کو اپنی بڑائی کا خیال رہنا چاہیے۔ ہماری ٹوٹی پھوٹی معلومات کے مطابق مولانا نظامی بڑی عمر کے بڑے عالم ہیں۔ ساری زندگی دینی کتب کے مطالعہ اور پڑھنے پڑھانے میں صرف کردی، قرآن وحدیث پر گہرا مطالعہ ہے، کئی کتب کے مصنف بھی ہو چکے ہیں مگر افسوس اس بات پر ہے کہ مولانا نظامی نے جو کچھ تحریر فرمایا اس میں تحقیق نام کی کوئی چیز نہ تھی۔ سارا تخیلاتی نظام تھا جو بات ان کو پسند آئی، قلم کے سپرد کرتے چلے گئے' اس کا خیال نہ رہا کہ وہ اپنی شان کے موافق تحریر فرما رہے ہیں یا مخالف۔ ہمیں اس پر دکھ نہیں ہوا کہ انہوں نے میرے تبصرہ پر گرفت فرمائی بلکہ یہ تو اچھی بات ہے علمی حلقے اس کو بخوشی قبول کرتے ہیں اور غلطی پر مطلع کرنے والے کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ ہمیں دکھ اس پر ہے کہ جو کچھ انہوں نے تحریر فرمایا' وہ ان کے شایان شان نہیں تھا۔ یہ سب کچھ عام آدمی لکھتا تو چشم پوشی کی جاسکتی تھی کہ جذبات کا اظہار ہے اور جذبات کے اظہار کے لیے آج کل ضروری نہیں کہ وہ حقیقت پر مبنی ہو مگر مولانا نظامی جن کے علم کا ایک طبقہ معترف ہے اور لوگ ان پر میدان علم میں اعتماد رکھتے ہیں' ان کے لیے مناسب نہیں تھا۔

جیسا کہ ذکر کیا گیا کہ مولانا نظامی صاحب مضمون ''التحقیق والتنقید'' عدم سماع پر نص قطعی ہے یا نہیں'' گجرات کے ماہ نامہ ''نغمہ توحید'' اور راولپنڈی کے ماہنامہ ''تعلیم القرآن'' میں بیک وقت یک زبان شائع ہوا مگر ہمارے سامنے گجرات سے ماہ نامہ ''نغمہ توحید'' جمادی الثانی، رجب، شعبان ۱۴۲۴ھ کے شمارے ہیں۔ مولانا عبدالرحیم نظامی ''نغمہ توحید'' اور ''تعلیم القرآن'' کو میرے تبصرے سے تقریباً دو باتیں ناپسند ہیں:

(۱) ایک تو یہ کہ میں نے لکھا کہ آیت **وما انت بمسمع من فی القبور** کو عدم سماع پر نص قطعی کہنا خلافِ حقیقت اور نامناسب ہے۔

(۲) دوسری یہ کہ میں نے لکھا کہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نے ''معارف القرآن'' میں اس آیت کے تحت یوں لکھا ہے کہ سماع موتیٰ سے اس آیت کا کوئی تعلق نہیں یہ مسئلہ اپنی جگہ مستقل ہے کہ مردے زندوں کا کلام سنتے ہیں یا نہیں۔

چنانچہ مولانا نظامی اس طرح تحریر فرماتے ہیں:

''راقم الحروف (مولانا نظامی) کے خیال کے مطابق مولانا محمد مغیرہ صاحب کو مرتب کتاب مولانا محمد یوسف صاحب جاجروی سے دو شکایتیں ہیں:

(۱) یہ کہ عدم سماع پر قرآن مقدس کے اندر نص قطعی آچکی ہے یہ بات خلاف حقیقت بھی ہے اور نامناسب بھی۔

(۲) یہ کہ آیت **وما انت بمسمع من فی القبور** کو مسئلہ سماع موتی سے کوئی تعلق نہیں۔

شکایت نمبر ا کے متعلق چند گذارشات

راقم الحروف (مولانا نظامی) مولانا محمد مغیرہ صاحب کی خدمت میں بصد آداب شکایت نمبر ا کے متعلق چند گذارشات پیش کرتا ہوں۔امید ہے کہ مولانا پورے خلوص کے ساتھ توجہ فرمائیں گے:

(ا) آیت **وما انت بمسمع من فی القبور** کوعدم سماع پرنص قطعی کہنا مولانا قاری محمد یوسف جاجروی کی نہ اپنی رائے ہے اور نہ ہی اختراع بلکہ من وعن یہی عبارت عالم ربانی مفتی اعظم مفتی اول مدرسہ دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا عزیز الرحمٰن عثمانی کی ہے اب ان ہی کی زبانی ان کی عبارت پڑھیے لکھتے ہیں:

''اورسماع میت ثابت نہیں بلکہ عدم سماع پرنص قطعی وارد ہے:

قال اللہ تعالیٰ ومان انت بمسمع من فی القبور وقال تعالیٰ انک لا تسمع الموتٰی ......الخ''

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند المعروف عزیز الفتاویٰ ،ص ۵۸۲ جلد ا، کتاب الوقف)

مولانا محمد مغیرہ صاحب آپ نے عبارت دیکھ لی اور پڑھ لی ہے کہ مولانا مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی واضح ترین الفاظ میں لکھ رہے ہیں کہ:

> ''عدم سماع پرنص قطعی وارد ہے اب یہ بات خلاف حقیقت ہے یا نامناسب بہرحال برصغیر میں اہل سنت والجماعت احناف کی عظیم دینی درسگاہ مدرسہ دارالعلوم دیوبند کے پہلے اور صدر مفتی نے ہی لکھی ہے اب اگر کسی اہل علم کو یہ عبارت خلاف حقیقت اور نامناسب نظر آتی ہے تو اس کو دارالعلوم دیوبند انڈیا سے رجوع کرنا اور اپنا خلجان دور کرانا ضروری ہے۔''(''نغمہ توحید''ص ۳۲، جمادی الثانی ۱۴۲۴ھ)

اس کے جواب میں تین باتیں ہیں:

(ا) کیا آیت **وما انت بمسمع من فی القبور** اصولی طور پرنص قطعی ہے یا نہیں۔

(۲) عالم ربانی مفتی اول دارالعلوم دیوبند کا فرمانا کہ عدم سماع پرنص قطعی وارد ہے۔

(۳) برصغیر میں اہل سنت والجماعت احناف کی عظیم دینی درسگاہ مدرسہ دارالعلوم دیوبند انڈیا سے رجوع کرنا اور اپنا خلجان دور کرانا ضروری ہے۔

(ا) قارئین محترم! میں ایک طالب علم ہوں کچھ عرصہ باضابطہ مدرسہ میں داخل رہ کر علم حاصل کیا اور اب بزرگوں کی طرف سے دینی خدمات کی ذمہ داری کو سونپے جانے کے بعد وقفہ وقفہ سے اہل علم سے طلب علم کے لیے رجوع کرتا رہتا ہوں۔کل بھی طالب علم تھا آج بھی اور اسی راہ پر زندگی گزارنا چاہتا ہوں۔ مجھے اپنے علم پر گھمنڈ ہے نہ فخر وغرور البتہ اعتماد کی نعمت حاصل ہے تاہم بعض دفعہ کسی بات میں تردد ہو جائے تو اس کو دور کرنا اور اہل علم سے رجوع کو اپنی سعادت سمجھتا ہوں۔

بات ہے آیت **ومـا انت بمسمع من فی القبور** کوعدم سماع پرنص قطعی کہنا خلاف حقیقت اور نامناسب کہنے

کی۔تو جناب جو کچھ لکھا سوچ سمجھ کر لکھا کہ آیت شریفہ کو عدم سماع پر نص قطعی کہنا خلاف حقیقت ہے نامناسب کیونکہ اصولی طور پر اس کو نص قطعی نہیں قرار دیا جا سکتا۔

قارئین محترم! نص قطعی ایک علمی اصطلاح ہے جس کو اہل علم خصوصاً دینی مدارس سے تعلق رکھنے والے طلباء اور علماء جانتے ہیں۔جب مدرسہ میں میں طالب علم تھا تو کسی سبق میں اتنا سنا کہ ''قل هو الله احد'' میں لفظ ''احد'' اللہ کے ایک ہونے پر نص قطعی ہے اور غالباً یہ بھی سنا کہ نص قطعی یہ ہے کہ قرآن مجید کے کسی لفظ یا آیت کا ایک معنی ہو دوسرے کا احتمال تک نہ ہو وہ نص قطعی ہے۔مثلاً قرآن مجید دوسرے پارے میں لفظ ''قـــروء'' ہے جس کے دو معنی ہیں ایک ''طہر'' جبکہ دوسرا معنی ''حیض'' ہے اس کو نص قطعی نہیں کہا جا سکتا کہ معنیٰ ایک نہیں بلکہ دو ہیں۔طالب علمی وقت کی سنی ہوئی بات ذہن میں محفوظ رہ گئی جس کے پیش نظر کتاب ''اسعد المفاتیح'' پر تبصرہ کرتے ہوئے آیت شریفہ کے بارے یہ بات لکھ دی کہ نص قطعی کہنا خلافِ حقیقت اور نامناسب ہے۔لیکن جب مولانا نظامی مدظلہ کا مضمون سامنے آیا تو اب صرف دماغ میں محفوظ بات کا سہارا لینا مناسب نہیں سمجھا کیونکہ مولانا نظامی تو تجاہل عارفانہ اختیار کر رہے ہیں۔نص قطعی کی تعریف باحوالہ معلوم کرنے کے لیے کئی اہل علم کے دروازہ پر دستک دینا پڑی۔بعض سے بذریعہ فون بعض سے ڈاک کے ذریعے یا بالمشافہ حتیٰ کہ خود حضرت مولانا نظامی مدظلہ کے دروازہ پر بھی ایک دوست کے واسطہ سے دستک دی کہ ایک علمی بات ہے جہاں سے حاصل ہو جائے۔مولانا نظامی مدظلہ کی طرف سے تو جواباً کچھ حاصل نہ ہو سکا۔البتہ بعض اہل علم نے حوالہ کتاب کے بغیر نص قطعی کے بارے وہی کچھ لکھا یا بتایا جو خود میرے ذہن میں سماعی طور پر موجود تھا مگر حوالہ ندارد۔

ہم نے ہمت نہیں ہاری اہل علم سے مراجعت کے ساتھ کتب کھنگالیں پروگرام بھی ساتھ ساتھ چلتا رہا۔بالآخر ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے اور نص قطعی کی تعریف مل گئی* تو لیجئے نص قطعی کی تعریف پیشِ خدمت ہے۔

''فالنص القطعی الدلالة هو الفظ الوارد فی القرآن الذی یتعین فهمه ولا یحتمل الا معنًی واحداً کاٰیات المواریث والکفارات والحدود ''(فی تیسیر اصول الفقہ ،ص۸۶)

جس کا عام فہم ترجمہ یہ ہے کہ نص قطعی وہ یہ ہے کہ جو لفظ وارد ہو قرآن مجید میں جس کا مفہوم متعین ہو اور ایک معنی کے بغیر اور کوئی احتمال نہ ہو جیسے آیاتِ وراثت ،آیاتِ کفارہ اور حدود۔

نص قطعی کی تعریف سامنے آ جانے کے بعد اب دیکھتے ہیں کہ زیر بحث آیت شریفہ کا معنی ایک ہے تو نص قطعی اگر ایک نہیں ایک سے زیادہ ہے تو پھر یقیناً نص قطعی نہیں اور مولانا نظامی مدظلہ کو میری گذارش کہ زیر بحث آیتِ شریفہ کو نص قطعی کہنا خلاف حقیقت اور نامناسب ہے قبول فرما لینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

---

* اور اس طرح نص قطعی کی تعریف کے حصول میں تقریباً اٹھارہ ماہ کا وقت لگا اور یہی جواب گزارش میں تاخیر کا سبب ہے اور کاہلی اس پر مزید ہے

لیجئے امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر کبیر میں اس آیت کے معنی کے بارے میں اس طرح لکھتے ہیں:

"ثم قال تعالیٰ "ان الله يسمع من يشاء وما انت بمسمع من فی القبور "فيه احتمال معنيين .الا ول ان يكون المراد بيان كون الكفار بالنسبة الیٰ سماعهم كلام النبی والوحی النازل عليه دون حال الموتیٰ فان الله يسمع الموتیٰ والنبی لا يسمع من مات وقبر فالموتیٰ سامعون من الله والكفار كالموتیٰ لا يسمعون من النبی .

والثانی ان يكون المرار تسلية النبی ﷺ فانه لما بين له انه لا ينفعهم ولا يسمعهم قال له هؤلاء لا يسمعهم الا الله فانه يسمع من يشاء ولو كان صخرة صماء واما انت فلا تسمع من فی القبور فما عليک من حسابهم من شئ.

ترجمہ: اس میں دو معنی کا احتمال ہے۔ پہلا یہ کہ اس سے مراد کلام نبی اور اس پر نازل ہونے والی وحی الٰہی سننے کے لحاظ سے مردہ دل کفار کی حالت کا بیان ہے مردوں کا بیان حال مراد نہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ مردوں کو سنوا سکتے ہیں۔ یہ قدرت اوروں کو نہیں۔ اور نبی مردوں اور قبر میں پڑے ہوؤں کو نہیں سنا سکتے کیونکہ یہ ان کے بس کی بات نہیں۔ لیکن مردے اللہ تعالیٰ سے سنتے ہیں اور مردہ دل کافر مردوں کی مانند ہیں جو نبی سے نہیں سن پاتے لہٰذا ہدایت نہیں قبول کر سکتے۔

دوسرا معنی یہ ہے کہ اس سے رسول اللہ ﷺ کو تسلی دینا مقصود ہے کیونکہ آپ ان کے ایمان نہ لانے پر بے حد غمگین ہوتے تھے تو جب اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمادیا کہ آپ ان کو نفع نہیں پہنچا سکتے اور نہیں سنا سکتے تو فرمایا کہ ان کو اللہ ہی سنا سکتے ہیں۔ اس لیے کہ وہ جسے چاہتا ہے سنوا دیتا ہے۔ اگر چہ وہ ٹھوس پتھر ہوں۔ آپ تو قبروں میں پڑے ہوؤں کو نہیں سنا سکتے (لہٰذا اگر یہ کافر نہ مانیں تو آپ غم نہ کریں) اس لیے کہ آپ کے ذمہ ان کا حساب نہیں ہے۔

قارئین محترم! آپ کے سامنے یہ بات واضح ہوگئی کہ آیتِ شریفہ کے معنی میں دو احتمال ہیں۔ نص قطعی کا تقاضا ہے ایک معنی ہو، ایک معنی کے علاوہ دوسرے معنی کا احتمال نہ ہو مگر آیت موصوفہ میں دو معانی کا احتمال ہے تو پھر یقیناً میرا یہ کہنا کہ آیت موصوفہ کو عدم سماع پر نص قطعی کہنا خلاف حقیقت اور نامناسب ہے سو فیصد درست اور صحیح ہے۔

(۲) باقی یہ کہ عالم ربانی مفتی اول دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا عزیز الرحمٰن عثمانی رحمۃ اللہ کا فرمان اور فتویٰ کہ:

''سماع میت ثابت نہیں بلکہ عدم سماع پر نص قطعی وارد ہے' قال اللہ تعالیٰ:

''وما انت بمسمع من فی القبور (وقال تعالیٰ) انک لا تسمع الموتیٰ......الخ

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، جلد ا، ص ۲۸۵، کتاب الوقف)

ہم اس پر کچھ کہنے سے قاصر ہیں۔ البتہ محترم مولانا نظامی صاحب مدظلہ کی خدمت میں عالم ربانی مولانا عزیز الرحمٰن عثمانی مرحوم ہی کا دوسرا فتویٰ پیش کرنا چاہتے ہیں جو یقیناً ان کے علم میں ہوگا مگر نہ معلوم کیوں اس سے چشم پوشی فرما گئے شاید ان کو چشم پوشی کرنے کی عادت ہے۔ جو اچھی بات ہے مگر ہر جگہ چشم پوشی مناسب نہیں ہے۔

عالم ربانی مولانا عزیز الرحمٰن عثمانی مرحوم سائل کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

''سماع موتی اختلاف ہے اور یہ اختلاف صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ سے ہے بہت سے ائمہ سماع موتی کے قائل ہیں اور حنفیہ کی کتب میں بعض مسائل ایسے موجود ہیں جن سے عدم سماع موتی معلوم ہوتا ہے۔ مگر امام صاحبؒ سے کوئی تصریح اس بارے میں نقل نہیں کرتے اور استدلال عدم سماع کا آیت **انک لا تسمع الموتیٰ** وغیرہ سے کرتے ہیں اور مجوزین کا استدلال حدیث **ما انتم باسمع منهم**......الخ اور حدیث سے قرع نعال سے ہے اور آیت مذکورہ کا یہ جواب دیتے ہیں کہ نفی سماع قبول کی ہے غرض یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے اور قول فیصل ہونا اس میں دشوار ہے۔ پس عوام کو سکوت اس میں مناسب ہے جبکہ علماء کو بھی اس میں تردد ہے اور دلائل فریقین موجود ہیں۔'' (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، جلد ۵، ص ۴۶۱)

حضرت نظامی صاحب مدظلہ محسوس نہ فرمائیں تو بصد احترام عرض گزار ہوں کہ عالم ربانی مولانا عزیز الرحمٰن عثمانی مرحوم کا فتویٰ ''عدم سماع پر نص قطعی وارد ہے۔ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند المعروف عزیز الفتاویٰ میں ہے جبکہ یہ فتویٰ کہ سماع موتی میں اختلاف ہے۔ اختلاف صحابہ کے زمانہ سے ہے۔ بہت سے ائمہ سماع موتی کے قائل ہیں۔ دلائل فریقین موجود ہیں۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، جلد پنجم) میں ہے۔

نیز فتاویٰ دارالعلوم دیوبند المعروف عزیز الفتاویٰ اور فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد پنجم دونوں میں فتاویٰ جات عالم ربانی مولانا عزیز الرحمٰن عثمانی مرحوم ہی کے ہیں، آپ فیصلہ فرمائیں کہ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد پنجم میں موجود فتویٰ بعد کا تو نہیں۔ اگر بعد کا ہے تو پھر عدم سماع پر نص قطعی وارد ہے۔ پہلے کا فتویٰ ہے اور سماع موتی میں اختلاف ہے۔ اختلاف صحابہ کے زمانہ سے ہے۔ دلائل فریقین موجود ہیں، بعد کا فتویٰ ہے۔

فافهم نیز نص قطعی کے ہوتے ہوئے عالم ربانی مولانا عزیز الرحمٰن عثمانی مرحوم کا فرمان کہ سماع موتی میں اختلاف ہے۔ دلائل فریقین موجود ہیں۔ قولِ فیصل دشوار ہے، کی کیا حیثیت ہے۔ کچھ وضاحت فرما دیں تو بہتیرے لوگوں کا بھلا ہوگا۔

(۳) باقی مولانا نظامی مدظلہ کا مشورہ کہ ''برصغیر میں اہل سنت والجماعت احناف کی عظیم دینی درسگاہ مدرسہ دارالعلوم دیوبند انڈیا سے رجوع کرنا اور خلجان دور کرانا ضروری ہے۔''

قارئین محترم! مولانا نظام الدین مدظلہ نے بڑا اچھا مشورہ دیا ہے۔ دارالعلوم دیوبند واقعی اہل سنت والجماعت احناف کی برصغیر میں سب سے بڑی درسگاہ ہے۔ دارالعلوم دیوبند کے فیصلہ کو مولانا نظامی بشمول ''نغمہ توحید'' (گجرات) کتنی پذیرائی یا قبولیت بخشیں گے اس معاملہ میں زمانہ ماضی کو سامنے رکھتے ہوئے بڑے خدشات ہمارے سامنے ہیں۔ تاہم زمانہ ماضی کے خدشات کو پس پشت ڈال کر ایک دفعہ مولانا نظامی مدظلہ کے مشورہ پر عمل پیرا ہونے کا حق محفوظ رکھتے ہیں۔

(جاری ہے)

ابو عثمان

چودھری ثناءاللہ بھٹہ مرحوم...... چند یادیں!

بزرگ احرار رہنما چودھری ثناءاللہ بھٹہ ۲۶/ جولائی ۲۰۰۵ء بروز منگل ۱۱ بجے شب اس دارِفنا سے دار بقا کو روانہ ہوگئے: **انا للہ وانا الیہ راجعون**

جو بادہ کش تھے پرانے وہ اٹھتے جاتے ہیں
کہیں سے آبِ بقائے دوام لا ساقی

چودھری ثناءاللہ بھٹہ مرحوم کے انتقالِ پرملال کی خبر سے ذہن میں پرانی یادوں کے کئی دریچے کھل گئے۔ یہ ۱۹۷۰ء کا ہنگامہ خیز دور تھا جب غاصب رافضی حکمران یحییٰ خاں اس ملک کے اقتدار پر قابض تھا اور مجلس احرار اسلام مولانا عبیداللہ احرار مرحوم کی صدارت اور سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی نظامت میں ایک دفعہ پھر ملک میں اپنی پہچان کروا رہی تھی۔ ان دنوں چودھری ثناءاللہ بھٹہ صاحب مجلس کے مرکزی ناظم نشریات کے عہدہ پر فائز تھے۔

جماعت سے میرا تعلق نیا نیا تھا جبکہ چودھری صاحب مرحوم اس دور میں بھی گنتی کے ان چند حضرات میں شامل تھے جو مجلس کے ہراول دستے میں شامل تھے۔

لاہور ہمیشہ سے سیاسی، ثقافتی اور تعلیمی سرگرمیوں کا مرکز رہا ہے۔ میں ان دنوں اپنی تعلیم کے سلسلہ میں لاہور میں مقیم تھا۔ جماعت سے وابستگی کی وجہ سے مجلس احرار کا دفتر جو اس زمانہ میں بیرون دہلی دروازہ مزار شاہ محمد غوث کے مقابل ہوا کرتا تھا' ہماری پہنچ میں رہتا تھا اور ہفتہ وار اجلاسوں میں گاہے گاہے شرکت ہوجایا کرتی تھی۔ ان دنوں سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ دفتر احرار لاہور میں ماہانہ درسِ قرآن دیا کرتے تھے جو اتوار کی صبح موسم کی رعایت سے یعنی گرمیوں میں سات آٹھ بجے اور سردیوں میں تقریباً نوساڑھے نو بجے شروع ہوا کرتا تھا اور تقریباً ڈیڑھ دو گھنٹے یہ درسِ قرآن ہوا کرتا تھا۔ درسِ قرآن کیا ہوتا تھا؟ گویا شاہ جی علیہ الرحمۃ علم کے موتی لٹایا کرتے تھے۔ یہ ایک علیحدہ موضوع ہے جو کسی اور وقت کے لئے اٹھا رکھتا ہوں۔

بات ہورہی تھی دفتر احرار میں ہفتہ وار اجلاسوں کی جو ہفتہ کی شام کو بعد نماز عشاء ہوا کرتے تھے۔ ماہانہ اجلاس بڑا بھرپور ہوا کرتا تھا اور اس میں اکثر و بیشتر شرکت کا موقع ملتا تھا۔ میری حیثیت تو ان دنوں ایک سامع کی سی ہوا کرتی تھی۔ لیکن دفتر احرار میں اس دور میں ان اجلاسوں میں جن لوگوں کی زیارت کی ہے' اب ان کے دیکھنے کو آنکھیں ترستی ہیں۔ کچھ نام ذہن میں آرہے ہیں: حکیم انقلاب ڈاکٹر دوست محمد صابر ملتانی مرحوم، گورا بابا مرحوم، بابا گل محمد مرحوم، یعقوب بٹالوی مرحوم اور غلام حسین مرحوم کے ناموں کے ساتھ ساتھ ان کے چہرے بھی آنکھوں کے سامنے گھوم رہے ہیں لیکن بلا شبہ میرِ محفل چودھری ثناءاللہ بھٹہ مرحوم ہوا کرتے تھے۔ ان میں سے دو تین ان کے ہم عصر اور باقی رفیق سفر تھے اور چودھری صاحب جب احرار سے وابستہ پرانی یادوں کے دیئے روشن کرتے تو احرار کا بانکپن نگاہوں کے سامنے اپنے جلوے دکھانے لگتا۔ یہ سب حضرات وہ تھے جو خلوص و وفا کیشی کا مجسمہ تھے۔ سچ تو یہ ہے کہ ایسے ہی لوگ احرار کا سرمایہ تھے جن کو خریدنے

والے خود بِک کر بھی ان کو خرید نہ سکے:

سب کہاں ، کچھ لالہ وگل میں نمایاں ہوگئیں
خاک میں کیا صورتیں ہوں گی جو پنہاں ہوگئیں

مجلس احرار میں لیڈر کا کبھی بھی کوئی تصور نہیں رہا۔ جماعتی ذمہ داریوں پر فائز بڑی سے بڑی شخصیت نے بھی خود کو جماعت کا ہمیشہ کارکن ہی سمجھا۔ اسی لیے کارکنوں کی ہمیشہ عزت کی جاتی رہی اور یہی احرار کا طرۂ امتیاز ہے جبکہ اس کے برعکس دنیادار سیاسی جماعتوں میں ہمیشہ لیڈروں کی بہتات اور کارکنوں کا قحط الرجال رہا ہے۔

بات چودھری ثناء اللہ بھٹہ صاحب کی ہو رہی تھی جو ان اجلاسوں میں میرِ محفل ہوا کرتے تھے اور بلا شبہ ان کی باتوں میں ایک جہدِ مسلسل کی کہانی ہوا کرتی تھی۔

مجلسِ احرار ۱۹۶۹ء سے ۱۹۷۳ء کے چار سالہ دور میں پاکستان بھر میں اپنی دوبارہ پہچان کرانے میں کامیاب ہو چکی تھی۔ جن سے کئی دوست نما دشمنوں کی نیندیں اڑتی جا رہی تھیں اور انہیں اپنا مذہبی وڈیرا پن خطرے میں نظر آ رہا تھا اس لئے جماعت پر شب خون مارا گیا۔ بدقسمتی سے چودھری صاحب بھی اتحادی سیاست کے علمبرداروں کی سازش کا شکار ہو گئے اور ۱۹۷۳ء کے ''متحدہ جمہوری محاذ'' (U.D.F) کا ایک جز بن گئے۔ جماعت کے لئے یہ بڑا سانحہ تھا۔ چودھری ثناء اللہ بھٹہ صاحب ایک کھرے آدمی تھے جب انہوں نے اتحادی سیاست کو اندر سے جا کے دیکھا تو اس پر تین حرف بھیجتے ہوئے واپس لوٹ آئے اور پھر اتحادی سیاست کے وہ اتنے مخالف تھے کہ اس نام سے ہی بدکتے اور فرمایا کرتے کہ اپنی پہچان اور شناخت کو کبھی نہ بھولو اس کو ہمیشہ یاد رکھو اور اس پر فخر کرو۔ چودھری ثناء اللہ بھٹہ جب اتحادی سیاست سے زخم کھا کر واپس لوٹے تو جماعت نے بھی ان کی پوری پوری قدردانی کی اور انہیں مرکزی نائب امیر کے عہدہ پر فائز کیا اور اس حیثیت سے تادمِ آخر انہوں نے جماعت کی ہمیشہ رہنمائی فرمائی۔ جماعتی اجلاسوں میں ان کی رائے کو معتبر جانا جاتا اور جماعتی پالیسی متعین کرنے میں ان کے مشورے کو فوقیت دی جاتی۔

جن دنوں چودھری ثناء اللہ بھٹہ صاحب، چودھری افضل حق مرحوم کی سوانح پر ایک کتاب مرتب کر رہے تھے ان دنوں ان کے کاروباری ادارہ ''بساطِ ادب'' پر ان کی خدمت میں حاضری دینے کی سعادت ملی۔ باتوں باتوں میں چودھری افضل حق مرحوم کی کتب کا ذکر آیا۔ میرے پاس بھی موضوع سے متعلق ایک کتاب موجود تھی جو ان کی خدمت میں پیش کی اس سے رابطہ اور مستحکم ہو گیا۔ وہ جب بھی ملتے مشفقانہ اور مربیانہ انداز میں ملتے۔ کیونکہ ہمارا تو ان سے تعلق ہمیشہ سے نیاز مندانہ رہا تھا۔ یہ دور تقریباً تیس پینتیس سال پر مشتمل ہے۔ چودھری صاحب سے آخری ملاقات ۱۲ر ربیع الاوّل ۱۴۲۶ھ کو احرار کانفرنس چناب نگر میں ہوئی تھی۔ خدمت میں حاضر ہو کر سلام کیا تو حال احوال پوچھتے رہے۔ کیا خبر تھی کہ یہ اس دنیا میں آخری ملاقات ہے اور وہ اب وہاں تشریف لے جا چکے ہیں جہاں سے لوٹ کر کوئی نہیں آیا۔

مرحوم کی اپنی بتائی ہوئی روایت کے مطابق وہ ۱۹۳۰ء میں مجلسِ احرار میں شامل ہوئے اور ۲۰۰۵ میں ۷۵ سال تک جماعتِ احرار سے وابستہ رہتے ہوئے اس فانی دنیا سے رخصت ہوئے اور یوں جماعت سے وفاداری کی ایک عظیم مثال قائم کر گئے: حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

مولانا محمد یٰسین مدظلہ
نائب مہتمم جامعہ قاسم العلوم ملتان

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا جذبہ ایمانی

جنرل محمد ایوب خان اقتدار کے سنگھاسن پر نئے نئے قابض وبراجمان ہوئے تھے۔ان کے مارشل لاء کا بڑا رعب ودبدبہ تھا۔میں ان دنوں مدرسہ قاسم العلوم ملتان کا ایک طالب علم تھا۔میری خوش نصیبی اور خوش بختی کہ تحریک آزادی کے عظیم سپہ سالار، رئیس الاحرار، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا گھر مدرسہ قاسم العلوم کے بالکل قریب تھا۔تعلیم سے فراغت کے بعد میرا زیادہ وقت حضرت امیر شریعتؒ کی مجلس علم وعرفان میں گزرتا۔میں ان کی رفاقت پر جتنا بھی فخر کروں کم ہے۔مجھ جیسے ایک طالب علم کو ان کی بے پناہ شفقت ومہربانی میسر آ گئی تھی۔

ایک روز حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ سلیمی دواخانہ تک جانے کے لیے گھر سے چلے تو میں بھی اُن کے ساتھ تھا۔راستے میں چلتے چلتے میں نے ملکی سیاسی صورتِ حال کے حوالے سے بعض حکومتی اقدامات کی تعریف شروع کردی۔مجھے اب تک یاد ہے کہ حضرت امیر شریعت اپنی لاٹھی پر دونوں ہاتھ رکھ کر وہیں رک گئے اور مجھ سے مخاطب ہوکر فرمانے لگے:

''مولوی یٰسین! تمہیں تو معلوم ہے کہ حدیث شریف میں نبی کریم ﷺ نے ایمان کے تین درجے ارشاد فرمائے ہیں:

(۱) منکرات کو ہاتھ کی طاقت سے روکو، اس پر اختیار نہ ہوتو......

(۲) زبان سے روکو، اگر یہ بھی ممکن نہ ہوتو......

(۳) دل میں برا سمجھو اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔

پہلے درجے پر عمل کی نوبت تو آئی نہیں۔لیکن اللہ کی توفیق سے میں نے دوسرے درجے پر پوری قوت سے عمل کیا، جس بات کو حق سمجھا اس کی حمایت میں اور جسے غلط سمجھا اسکی مخالفت میں اپنی زبان کو خوب استعمال کیا۔اس کی پاداش میں شدائد کی کبھی پروا نہیں کی، مصائب پر صبر کیا اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگی۔

اب صحت جواب دے گئی ہے اور زبان ساتھ نہیں دیتی۔تم میرے سامنے حکمرانوں کی تعریفیں کر کے مجھے ایمان کے تیسرے درجے سے بھی محروم کرنا چاہتے ہو۔تم نے مارشل لاء دیکھا نہیں، یہ دنیا کا بدترین نظام ہے۔

یاد رکھو! جس دن ہمارے دلوں میں حکمرانوں کے لئے نرم گوشہ پیدا ہو گیا اور حکمران ہم سے مطمئن ہو گئے، وہ ہمارے ایمان کی جاں کنی کا آخری دن ہوگا۔'' حکمرانوں کا ہمارے درپے رہنا ہی ہمارے ایمان کی علامت ہے۔

عینک فریبی

زبان میری ہے بات اُن کی

- یہودیت وعیسائیت مخالف مواد کو شامل نصاب کرنے کی اجازت نہیں دے سکتے۔ اگر شامل ہے تو اسے تبدیل کر دیں گے۔
(وفاقی وزیر تعلیم جاوید اشرف قاضی)
- قرآن مجید سے نکالنا ہمارے بس میں نہیں ورنہ وہاں بھی نہ رہنے دیتے۔
- قرآن کو غلطیوں سے پاک نہیں، محض تاریخی دستاویز سمجھا جائے۔ (سلمان رشدی)
- رات کے تاریک سناٹے کی پیداوار لوگ پینا پلانا، ہنہنانا، منمنانا چھوڑ دیں
- غیر ملکی دینی طلباء کو ملک بدر کر دیا جائے گا۔ آئندہ ویزہ نہیں دیں گے۔ (صدر پرویز)
- سکولوں اور کالجوں میں تو لکھا ہوا ہے کہ ’’علم حاصل کرو چاہے تمہیں چین جانا پڑے‘‘۔
- پاکستان ایسا کن ٹوٹا پہلوان ہے جسے ہر واردات کے بعد تھانے طلب کیا جاتا ہے۔ تھانیدار کو یقین ہوتا ہے کہ یہ کن ٹوٹا واردات میں ملوث نہیں تب بھی اسے یہ ضرور پتا ہوگا کہ واردات کس نے کی ہے۔ (بی بی سی)
- بلاتبصرہ!
- کابینہ میں مزید خواتین کو شامل کرنے پر غور کر رہے ہیں۔ (وزیراعظم شوکت عزیز)
- مختار مائی کو وزیر امور انسانی حقوق بنا دیا جائے۔
- تین مرتبہ مُلا عمر سے ملا۔ بتوں کو نہ توڑنے کا مطالبہ کیا۔ (معین حیدر)
- ملا عمر کی آخرت کی کامیابی کے لیے معین حیدر کی گواہی کافی ہے۔
- انتہا پسندی، دہشت گردی اور عسکریت پسندی افغان جہاد کا نتیجہ ہے۔ (مشاہد حسین)
- اور افغان جہاد......؟
- کلچر اور مذہب کو ملانے والوں کو اُن کے خیالات مبارک! ہم خوشیاں مناتے رہیں گے۔ (صدر پرویز)
- مگر علامہ اقبالؒ تو کہتے ہیں:

جلال بادشاہی ہو کہ جمہوری تماشا ہو
جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

- کتاب ’’شیطان مولوی‘‘ کے مصنف محمد یونس شیخ کو عمر قید کی سزا اور ایک لاکھ روپے جرمانہ۔ (ایک خبر)
- ایسے ہی شیخ کے بارے میں شاعر نے کہا ہے:

شیخ اور شیطان کا رتبہ ایک ہے
شیخ سے شیطان قدرے نیک ہے

تحریک تجدید اسماء الصحابہ والصحابیات

ادارہ

بچوں اور بچیوں کے نام

اسماء الصحابہؓ......(م)

معاویہ	بلند آہنگ خطیب، بہادر دلیر، شجاع، قوی، نڈر، مضبوط	مُغِیْرَہ	حملہ آور، سرخ وسفید چہرے والا
مِقْدَاد	توڑنے والا	مُحَصِّنْ	محفوظ، پاکباز (سیدنا حسینؓ کے سب سے چھوٹے بھائی)
مُصْعَبْ	مصائب برداشت کرنے والا، جفاکش، صابر	مُعْتَبْ	سرزنش کرنے والا
مَرْوَان	بڑا، سخت چٹان	مُرْثَدْ	صابر، بہادر
مَاعِز	جفاکش، طاقت ور	مِقْدَام	بہت اقدام کرنے والا
مَیْمُون	سعادت مند، مبارک، بابرکت	مُعْقَل	پناہ دیا ہوا
مُعَاذ	محفوظ، حفاظت میں لیا ہوا، پناہ مانگنے والا	مُعَوِّذ	مامون، پناہ میں لیا ہوا
مِهْرَان	خوبصورت	سَعُوْد	صالح، مبارک، خوش نصیب

(ن)

نَبْهَان	شریف، نیک، ممتاز، عقل مند، بیدار، سرفرازی والا	نَوْفَل	فیاض، خوبصورت جوان
نُمَیْر	صاف، چیتا	نُعْمَان	جوان، خوبرو، قسمت والا، نعمت پانے والا، سرخ پھول
نَابِغَہ	فصیح، خوش بیان، بڑی شان والا	نَوَّاس	پُرسکون مقام
نَافِعْ	مفید، نفع بخش	نَاعِمْ	نرم ونازک

(و)

وَرْدَانْ	دلیر، نڈر، بہادر، شیر (جن صحابی)	وَلِیْد	نووارد، نیا بچہ، جدید
وقاص	ملنسار، جنگجو، شکست دینے والا	وَاقِدْ	روشن کرنے والا

(ہ)

ھلال	چاند (پہلی سے تیسری رات تک کا چاند)	ھَیْدَان	

(ی)

یَامِین	بابرکت، طاقتور، دائیں جانب والا، راہِ راست پر	یَزِید	اضافہ، بڑھنے والا، حضرت ابوسفیانؓ کے فرزند اور حضرت معاویہؓ کے بڑے بھائی
یَعِیش	زندہ رہنا	یَاسِر	آسانی کرنے والا، ترقی پسند بلند نظر بائیں جانب والا

اسماء الصحابیات......(ن)

نَسِیبَہ	نسب والی، مناسب، رشتہ دار	نَائلہ	مقصد حاصل کرنیوالی، سیدنا عثمانؓ کی اہلیہ
ناجیہ	نجات پانے والی	نُتَیْلَہ	
نُدْبہ	اچھی، لڑائی کی طرف متوجہ کرنے والی	نَفِیْسَہ	صاف ستھری
نَوْبَہ	باری والی	نُوَیْلَہ	عطیہ
نُبَیْشَہ	نشیب، گہری	نَھْدِیَہ	نمایاں

(و)

وَاثِلَہ	جمع کرنے والی، مضبوط رسی	وَھْبَہ	عطیہ کرنے والی
وَرْدہ	گلاب کا پھول، حسین	وَرَقَہ	پتا
وَاصِلَہ	ملانے والی، بھیجی ہوئی	وَجِیَہ	خوش وضع، خوبصورت
وَبَرَہ	اُون	وَاصِفَہ	تعریف کرنے والی

(ہ)

ھُزَیْلہ	ظرافت والی، خوش طبعی کرنے والی	ھُجَیْمَہ	دودھ کا خالص ہونا
ھاجرہ	ہجرت کرنے والی، جدائی برداشت کرنے والی (حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ماجدہ)	ھالہ	چاند کے گرد روشنی کا دائرہ دلدادہ، فریفتہ

(ی)

یُسَیْرَہ	آسودہ حال		

ادارہ

اخبار الاحرار

مجلس احرار اسلام پاکستان کی سرگرمیاں

قادیانی رسائل کی پابندی کے بعد بحالی خطرناک سازش ہے

ملتان (۱۲راگست) مجلس احرار اسلام پاکستان اور تحریک تحفظ ختم نبوت کے رہنما سید عطاء المہیمن بخاری، پروفیسر خالد شبیر احمد، عبداللطیف خالد چیمہ، سید محمد کفیل بخاری، مولانا محمد مغیرہ، میاں محمد اویس اور چودھری محمد ظفر اقبال ایڈووکیٹ نے ارتدادی مواد شائع کرنے والے قادیانی جرائد اور قادیانی پریس جن پر چند روز پہلے پابندی عائد کر دی گئی تھی کو دوبارہ بحال کرنے کے سرکاری اعلان کی شدید مذمت کرتے ہوئے اسے بدترین قادیانیت نوازی قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ کلیدی عہدوں پر مسلط قادیانی اور قادیانی نواز حکمران' قادیانیوں کی دہشت گردی، اشتعال انگیز مواد، اسلام اور ملک اور بالخصوص عقیدۂ ختم نبوت کے خلاف لٹریچر اور بدزبانی کو باقاعدہ تحفظ فراہم کر رہے ہیں۔ احرار رہنماؤں نے استفسار کیا کہ روزنامہ ''الفضل''، ماہنامہ ''مصباح''، ماہنامہ ''خالد''، ماہنامہ ''انصاراللہ''، ماہنامہ ''تشحیذ الاذہان'' پر پابندی اور ضیاء الاسلام، نصرت آرٹ، تحریک جدید پریس سربمہر کیے جانے کے بعد محض چند دنوں میں کونسی ایسی تبدیلی رونما ہوگئی کہ سرکاری سطح پر یہ فیصلہ واپس لے لیا گیا اور پہلے کی طرح قادیانیوں کو اپنے رسائل و جرائد اور اخبارات و پریس کے ذریعے امتناع قادیانیت ایکٹ کی کھلم کھلا خلاف ورزی اور شعائر اسلام کی توہین کا اجازت نامہ مرحمت فرما دیا گیا۔ احرار رہنماؤں نے کہا کہ لاہوری و قادیانی مرزائیوں کو پاکستان کی پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا اور ۱۹۸۴ء میں نافذ العمل اینٹی قادیانیت ایکٹ کی رو سے قادیانی اپنی تبلیغی و ارتدادی سرگرمیاں جاری نہیں رکھ سکتے جبکہ موجودہ حکومت ان کو پرموٹ کر رہی ہے۔

ہم دہشت گرد نہیں، قرآن وسنت کی تعلیم حاصل کرتے ہیں

کراچی (۱۴راگست) مجلس احرار اسلام کراچی کے زیر اہتمام مدرسہ عربیہ ضیاء القرآن الحمادیہ مجاہد چوک ناظم آباد میں یوم آزادی کے موقع پر ایک پروقار تقریب کا انعقاد ہوا، مہتمم مدرسہ شیخ الحدیث مفتی فضل اللہ الحمادی نے صدارتی خطاب میں کہا کہ مدرسہ کے طلباء نے پاکستان سے الفت و محبت کا عملی مظاہرہ کر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ دینی مدارس کے طلباء کرام اسلام کے زریں اصولوں کی روشنی میں قومی آزادی اور ملک کے استحکام و ترقی کے معاملے میں اسکول و کالج کے طلبا سے کم نہیں ہیں۔ بیرون ممالک سے طلباء پاکستان کے دینی مدارس میں قرآن و حدیث کی تعلیم کے حصول کے لیے

آتے ہیں جو پاکستان کے لیے بہت بڑا اعزاز ہے۔حکومت غیر ملکی طلباء کو ملک بدر کرنے کا فیصلہ واپس لے۔انہوں نے آزادی اور تحریک پاکستان میں علماء کرام کے کردار اور قائدین پاکستان کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ قیامِ پاکستان، دوقومی نظریۂ اور جداگانہ بنیاد پر انتخابی عمل کا نتیجہ تھا۔طلباء نے کہا کہ ہم دہشت گرد نہیں ہیں ہم دینی مدارس میں اساتذہ کرام سے والدین اور بزرگوں سمیت ماؤں بہنوں کی عزت اور انسانوں کی خدمت کرنے کا درس حاصل کرتے ہیں ۔قرآن وحدیث کا الہامی قانون ہی دنیا میں امن وسلامتی کا ضامن ہے۔امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے کہا تھا کہ جب تک مخلوق میں خالق کا نظام نہیں چلایا جائے گا دنیا میں امن قائم نہیں ہوسکتا۔مولانا عبدالغفور مظفر گڑھی ،ابومحمد عثمان احرار اور دیگر علماء کرام نے بھی خطاب کیا۔

☆......☆......☆

کراچی (۱۴؍اگست) مجلس احرار اسلام کراچی کے رہنما اور مجاہد ختم نبوت مولانا احتشام الحق احرار مفتی فضل اللہ الحمادی، ابوعثمان احرار، اور مولانا عبدالغفور مظفر گڑھی نے دینی مدارس میں غیر ملکی طلباء کے اخراج کے سرکاری فیصلہ کو دوقومی نظریہ اور ملکی مفاد کے خلاف قرار دیتے ہوئے نظر ثانی کرنے کا مطالبہ کیا۔انہوں نے کہا کہ یہ اللہ کی طرف سے مملکت خداداد پاکستان کا اعزاز ہے کہ پوری دنیا کے مسلمان پاکستان کو قرآن وحدیث کا مرکز سمجھتے ہوئے یہاں کے دینی مدارس کا رخ کرتے ہیں۔علوم دینیہ کا جہاں تذکرہ ہوگا اللہ کی رحمتوں کا وہاں نزول ہوگا۔علماء کرام نے کہا کہ پاکستان دراصل برصغیر کے مسلمانوں نے بڑی قربانیاں دیکر حاصل کیا ہے جو ۲۷؍رمضان المبارک کو شب قدر،نزول قرآن کی مبارک ساعتوں میں قائم ہوا ہے۔علوم قرآن کے حصول کے لئے بیرون ممالک کے طلباء کا اکرام کرنے سے اللہ راضی ہوگا۔

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کی یاد میں تقریب

کراچی (۲۱؍اگست) مجلس احرار اسلام کراچی کے زیر اہتمام یوم امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ انتہائی عقیدت اور احترام سے منایا گیا۔مدرسہ عربیہ ضیاء القرآن میں شیخ الحدیث مفتی فضل اللہ الحمادی نے قائد احرار سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ تحریک تحفظ ختم نبوت اور جہاد آزادی کا یہ عظیم ہیرو دراصل قرون اولیٰ کے مجاہدین سے بچھڑ کر چودھویں صدی ہجری میں برصغیر کے مظلوم مسلمانوں کی دادرسی اور برطانوی سامراج کی غلامی کی زنجیروں سے آزادی دلانے کے لیے نجات دہندہ بن کر آیا۔وہ توحید وختم نبوت اور اسوۂ ازواج واصحاب ؓ کے علمبردار تھے۔۱۹۵۶ء میں آپ نے فرمایا تھا کہ قادیانیت پاکستان کے جسم کا سیاسی ناسور ہے۔اگر اس کا آپریشن نہ کیا گیا تو یہ ناسور سارے جسم کو تباہ کردے گا۔مفتی صاحب نے کہا کہ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ جنگ آزادی کے عظیم رہنما تھے' جنہوں نے انگریز جیسے جابر اور ظالم سامراج اور ان کے ایجنٹوں کے خلاف جدوجہد کو اپنی زندگی کا مشن بنالیا تھا۔شاہ صاحب نے

مسیلمہ کذاب کی روحانی اولاد مسیلمہ پنجاب مرزا غلام احمد قادیانی کے خلاف عوامی سطح پر ۱۹۱۶ء میں کام کا آغاز کیا۔ ابومحمد عثمان احرار نے کہا کہ جب بندے ماترم ہال میں مرزا بشیر الدین قادیانی نے تبلیغ کانفرنس منعقد کر کے مفلوک الحال غریب مسلمانوں کو مرزائی بنانے کی کوشش کی اور غلط حدیث پڑھ کر دھوکہ دینے لگا تو شاہ صاحب نے اس مجمع میں چیلنج کیا۔ مرزا بشیر الدین قادیانی اسٹیج سے اٹھ کر بھاگ گیا اور شاہ صاحب نے عقیدہ ختم نبوت پیش کر کے قادیانی عزائم کو ناکام اور مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت کی۔ ۱۹۲۹ء میں مجلس احرار اسلام قائم کی گئی ۱۹۳۱ء میں پہلی تحریک کشمیر چلائی۔ ۱۹۳۴ میں دارالکفر قادیان میں مجلس احرار کا دفتر قائم کیا۔ تحریک تحفظ ختم نبوت تحریک مدح صحابہ، گستاخ راج پال کے خلاف تحریک، دوسری جنگِ عظیم کے موقع پر فوجی بھرتی بائیکاٹ آپ کی قیادت میں چلی۔ قیام پاکستان کے بعد جب قادیانیوں نے پاکستان کے اقتدار پر قبضہ کرنا چاہا تو مجلس احرار اسلام کے پلیٹ فارم سے ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کا آغاز کر کے پاکستان تباہ و برباد ہونے سے بچالیا۔ آپ کی زندگی کا مقصد حکومت الٰہیہ کا قیام تھا۔

علاوہ ازیں محمود آباد میں مولانا عبدالغفور مظفر گڑھی نے مدرسہ تعلیم القرآن میں یوم امیر شریعت اجتماع سے خطاب کیا۔

چودھری ثناء اللہ بھٹہ کی یاد میں تعزیتی اجلاس

مجلس احرار اسلام جھنگ کے دفتر میں تمام اراکین وعہدہ داران کا ایک تعزیتی اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں قاری محمد اصغر عثمانی، مولانا محمد اسحاق ظفر، مولانا عبدالغفار احرار، قاری عزیز الرحمٰن مجاہد، قاری محمد یعقوب حسین حسینی، شیخ نذیر حسین، محمد طارق ندیم اور حاجی محمد اسماعیل کھوکھر نے شرکت کی۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے قاری محمد اصغر نے چودھری ثناء اللہ بھٹہ صاحب مرحوم کی جماعتی خدمات کو سراہا اور فرمایا کہ چودھری ثناء اللہ بھٹہ کی وفات سے جو خلا پیدا ہوا وہ مدتوں پر نہیں ہوسکتا۔ مولانا عبدالغفار احرار نے کہا کہ تحریک تحفظ ختم نبوت ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء میں بھٹہ صاحب نے بھرپور حصہ لیا۔

ادارہ

مسافرانِ آخرت

- مجلس احرار اسلام پاکستان کے نائب امیر، چودھری ثناء اللہ بھٹہ مرحوم، لاہور۔ ۲۶ رجولائی ۲۰۰۵ء
- رفیق امیر شریعت، معروف شاعر، مجاہد ختم نبوت، سید محمد امین گیلانی مرحوم، لاہور۔ ۴ راگست ۲۰۰۵ء
- مجلس احرار اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن حکیم عبدالغفور جالندھری مرحوم، بہاول نگر۔ ۷ راگست ۲۰۰۵ء
- مجلس احرار اسلام شجاع آباد کے صدر قاضی قمر الصالحین (نواسہ حضرت قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ) کی بیٹی
- جناب بشیر احمد صاحب مرحوم، کراچی (ہمارے دیرینہ کرم فرما اور مہربان)
- جناب شیخ شبیر احمد مرحوم، عثمان آباد ملتان۔ ۲۲ راگست ۲۰۰۵ء (جناب شیخ بشیر احمد، نذیر احمد، گلزار احمد کے بھائی اور مجلس احرار اسلام کے مخلص کارکن)
- ملتان میں ہمارے معاون جناب محمد اقبال صاحب (سلیم الیکٹرونکس) کی والدہ مرحومہ
- پھوپھی مرحومہ، جناب مولانا محمد عابد صاحب (خطیب جامع مسجد المعمور ناگڑیاں، ضلع گجرات، ۴ راگست ۲۰۰۵ء)
- والدہ مرحومہ، جناب پروفیسر محمد ریاض صاحب (معاون مدرسہ محمودیہ معمورہ ناگڑیاں، ضلع گجرات، ۶ راگست ۲۰۰۵ء)

ادارہ ''نقیبِ ختم نبوت'' کے تمام اراکین دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے، حسنات قبول، لغزشیں معاف اور جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے (آمین) اراکینِ ادارہ تمام لواحقین سے اظہار ہمدردی کرتے ہیں اور ان کے لیے صبر جمیل کی دعا کرتے ہیں۔ قارئین سے درخواست ہے کہ دعاء مغفرت اور ایصال ثواب کا خصوصی اہتمام فرمائیں۔ (ادارہ)

نگاہِ مرشدِ کامل سے عشقِ مصطفےٰ حاصل

گر ہمی خواہی کہ گردی در دو عالم ارجمند
دامنا باشی غلامِ خاندانِ نقشبند

زیرِ سرپرستی

جانشینِ مُرشدِ عالم

صاحبزادہ

پیر عبدالرحیم نقشبندی مجددی

مدظلہ العالی

یا اللہ مدد

مرشدِ عالم محبوب العارفین — جانشینِ مرشدِ عالم حضرۃ مولانا

جاری فرمودہ

حضرت پیر غلام حبیب نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ — صاحبزادہ پیر عبدالرحمن قاسمی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ حبیبیہ نقشبندیہ

دار العلوم حنفیہ چکوال کے

قیام کا 54 واں

سالانہ روحانی تربیتی نقشبندی

مُبارک اجتماع

سہ روزہ

نوٹ: اس مبارک موقع پر فارغ التحصیل طلباء کی دستار بندی

برو‌ز 21 22 23 ستمبر 2005

بدھ جمعرات جمعہ

اختتامی دُعا بعد نمازِ جمعہ

برادرانِ اسلام! دُنیوی و رُوحانی زندگی کی تعمیر تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کے لیے اولیاء اللہ کی صحبت اکسیر کا درجہ رکھتی ہے۔ زندگی کے ان دنوں کو غنیمت سمجھیں تاکہ ہماری معاشرتی اور رُوحانی زندگی میں اُسوۂ حسنہ کے مطابق تبدیلی آئے اور ہم اپنے آپکو سچا مسلمان ثابت کر کے اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوں اور روزِ قیامت حضور علیہ السلام کی شفاعت حاصل کر سکیں

الداعی الی الخیر

صاحبزادہ عبدالقدوس نقشبندی و خدامِ خانقاہ حبیبیہ نقشبندیہ چکوال پاکستان

فون: 51570 (0573)

الشریعہ اکادمی گوجرانوالہ کے زیر اہتمام

زیر نگرانی
ابوعمار
زاہد الراشدی

دینی مدارس کے باصلاحیت فضلا کے لیے

ایک سالہ خصوصی تربیتی کورس

(۲۰۰۵ء۔۲۰۰۶ء)

☆ **کورس میں شامل مضامین** ○ حجۃ اللہ البالغہ کے منتخب ابواب ○ تاریخ اسلام ○ مسلم افکار و تحریکات ○ تقابل ادیان و مذاہب ○ سیاسیات، معاشیات اور نفسیات کا تعارفی مطالعہ ○ جدید مغربی فکر و فلسفہ ○ حالات حاضرہ ○ روزہ مرہ سائنس ○ انگریزی و عربی زبانیں ○ کمپیوٹر سائنس ○ مطالعہ اور تحقیق و تصنیف کی تربیت ○ جدید فقہی مسائل ○ اسلامی احکام اور وضعی قوانین کا تقابلی مطالعہ

○ شرائط و ضوابط ○

☆ کورس کا آغاز ۱۱ شوال ۱۴۲۶ھ سے ہوگا جبکہ داخلے کے لیے درخواستیں ۱۰ رمضان تک وصول کی جائیں گی۔ ☆ داخلہ ٹیسٹ اور انٹرویو میں کامیابی کی بنیاد پر ہوگا۔ ☆ داخلہ کے لیے کسی تسلیم شدہ وفاق سے شہادۃ العالمیۃ کی سند اور تحقیق و مطالعہ سے مناسبت ضروری ہے۔ ☆ قیام و طعام اور تعلیم کی سہولت اکادمی کی طرف سے بلامعاوضہ فراہم کی جائے گی جبکہ باقی اخراجات طلبہ کو خود برداشت کرنا ہوں گے۔

دینی مدارس کے طلبہ کے لیے

عربی لینگویج کورس

شرکا کو کمپیوٹر ٹریننگ کا شارٹ کورس بھی کرایا جائے گا۔ داخلہ محدود ہوگا۔
درجہ رابعہ سے اوپر کے طلبہ ۲۰ رجب تک درخواستیں ارسال کر دیں۔

(۵ شعبان تا ۲۹ شعبان ۱۴۲۶ھ)

معلومات کے لیے: مولانا محمد یوسف، (ناظم)
الشریعہ اکادمی، ہاشمی کالونی، کنگنی والا (پوسٹ بکس 331) گوجرانوالہ۔ فون 271741

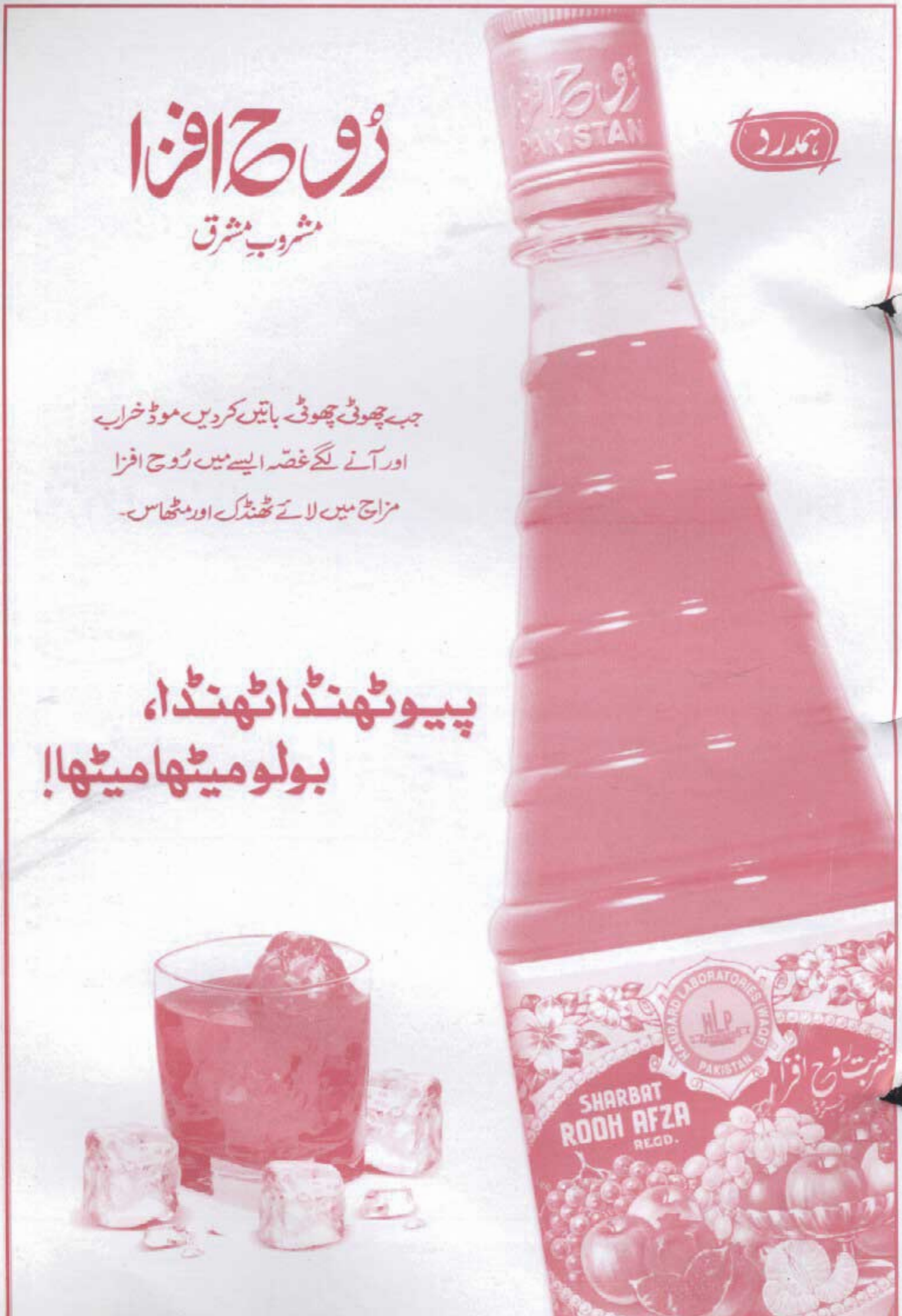

رُوح افزا
مشروبِ مشرق
ہمدرد
جب چھوٹی چھوٹی باتیں کر دیں موڈ خراب
اور آنے لگے غصّہ ایسے میں رُوح افزا
مزاج میں لائے ٹھنڈک اور مٹھاس۔
پیو ٹھنڈا ٹھنڈا،
بولو میٹھا میٹھا!
SHARBAT
ROOH AFZA
REGD.
شربت روح افزا
ہمدرد لیبارٹریز (وقف) پاکستان
www.hamdard.com.pk

یوم تحفظ ختم نبوت کے مبارک موقع پر

سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس لاہور

توحید و ختم نبوت
کے علمبردارو
ایک ہو جاؤ!
(سید ابوذر بخاریؒ)

7 ستمبر 2005ء بروز بدھ بعد نماز مغرب

دفتر احرار 69/c حسین سٹریٹ وحدت روڈ، نیو مسلم ٹاؤن لاہور

زیر صدارت: قائدِ احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ

مہمانِ خصوصی: صاحبزادہ رشید احمد مدظلہ (مرکز سراجیہ، لاہور)

مقررین

- شیخ الحدیث مفتی حمید اللہ جان مدظلہ (جامعہ اشرفیہ، لاہور)
- شیخ الحدیث مولانا عبد المالک مدظلہ (اتحاد العلماء پاکستان)
- پروفیسر خالد شبیر احمد (سیکرٹری جنرل مجلس احرار اسلام پاکستان)
- جناب امیر حمزہ (جماعت الدعوۃ پاکستان)
- مولانا محمد امجد خان (جمعیت علماء اسلام)
- مولانا سیف الدین سیف (جمعیت علماء اسلام)
- انجینئر سلیم اللہ خان (جمعیت علماء پاکستان)
- عبد اللطیف خالد چیمہ (مجلس احرار اسلام پاکستان)
- سید محمد کفیل بخاری (مجلس احرار اسلام پاکستان)
- شاعرِ ختم نبوت سید سلمان گیلانی (نظم)

شعبہ نشر و اشاعت

تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبۂ تبلیغ) مجلس احرار اسلام لاہور

رابطہ: لاہور: 042-5865465 ملتان: 061-4511961 چیچہ وطنی: 040-5485953 چناب نگر: 047-6211523

Designed by 0300-7345096